رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اِک دن دیکھنا (عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا) میں بھی اک نورانی چہرے کے پرستاروں میں ہوں

الفضل

خداتعالیٰ نے ایسی باتیں کے ثابت کرنے کیلئے کہ میں اسکی طرف سے ہوں اسقدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو انکی بھی ان سے نبوۃ ثابت ہو سکتی ہے ... لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے۔ (چشمۂ معرفت ص ۳۱۷)

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی ص ۶۵)

مضامین بنام ایڈیٹر

اور

باقی تمام خط و کتابت مینیجر الفضل قادیان دارالامان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو۔

چندہ مقامی خریداران ساڑھے چار روپے

چندہ غیر ممالک سات روپے

(عہ)

جلد ۲ | مورخہ ۱۲- نومبر ۱۹۱۴ء مطابق ۲۲- ذی الحجہ ۱۳۳۲ ہجری | نمبر ۶۴

مدینۃ المسیح

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح بخیرو عافیت ہیں۔ حضور نے ایک دو ورقہ اعلان اپنی جماعت کے نام شائع فرمایا ہے۔ جو کہ عنقریب بیرونجات میں پہنچ جائیگا۔ اس میں آپنے سلسلہ احمدیہ اور برٹش گورنمنٹ کے تعلقات پر روشنی ڈالی ہے

(۲) مولوی مبارک علی صاحب بی۔اے بی ٹی جو ایک مخلص بنگالی نوجوان ہیں بمعیت حافظ روشن علی صاحب حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد سے ملک بنگال میں تبلیغ کے لئے ۵- نومبر ۱۴ء کو روانہ ہو گئے ہیں خداتعالیٰ ان کا حامی اور ناصر ہو۔

(۳) کچھ عرصہ اخبار میں بوجہ کاتب کے نہ ہونے کے درس نہیں چھپتا رہا۔ گو ابھی تک خاطر خواہ انتظام نہیں ہو سکا۔ تاہم اس اخبار کے ساتھ دو ورق درس کے شائع کئے جاتے ہیں۔ اور جو کمی واقع ہو گئی ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ اس کو اسی طرح پورا کر دیا جائیگا۔

(۴) مہمان۔ مولوی بدرالدین صاحب شیخ آباد مولوی حسن علی صاحب شیخ آباد ضلع لاہور عبدالحق صاحب حسین خانوالہ۔ شیخ مولابخش صاحب و شیخ نورالدین صاحب لاہور سے تشریف لائے۔

احباب اپنی رائے سے ضرور اطلاع دیں!

الفضل جب سے سہ روزہ ہوا ہے بعض دوست جو پرانے خریدار ہیں شاکی ہیں کہ اسکے مضامین کی وہ حیثیت نہیں رہی جو پہلے تھی اور پہلے اس کے مضامین زیادہ دلچسپ زیادہ مفید اور علمی مذاق کے تھے۔ اب وہ بات نہیں بعض مشورہ دیتے ہیں کہ پھر ہفتہ وار نکلے لیکن ترقی معکوس ایک منحوس بات ہے ممکن ہے کہ بعض دوسرے احباب موجودہ طرز مضامین کو پسند کرتے ہوں اس لئے تجربہ کا اخبار بڑا ہے مجھے الفضل کے نمونہ پر شائع کیا جاتا ہے ایک پرچہ شائع بھی ہو چکا ہے اور اس کے بعد دو اور پرچے اسی رنگ میں شائع ہونگے۔ الفضل سے دلچسپی رکھنے والے احباب اپنی رائے سے ضرور اطلاع دیں کہ کیا وہ موجودہ طرز کو پسند کرتے ہیں یا اس نمونہ کی طرز کو۔ اگر پرانا الفضل ہی پسند ہے تو اس نمونہ کو نباہنے کی کوشش کیجائیگی انشاء اللہ۔ مگر فی الحال چار پرچے نمونہ کے نکلیں گے

ایڈیٹر

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر حضرۃ صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب پروپرائٹر و ایڈیٹر و پبلشر کے لئے شائع ہوا)

جنگ یورپ

بلقان۔ ٹائمز کا نامہ نگار صوفیہ سے لکھتا ہے کہ حسبِ یونان کو ایپیرس پر قابض ہونے کے لئے اجازت ملگئی ہے اگر بلگیریا کو مقدونیہ پر قابض ہونے کی اجازت ہو جائے۔ تو اس صورت میں اسے فوج کے جمع کرنے اور اسے اتحادِ ثلاثہ کی مدد کیلئے بھیجنے میں کوئی دقت پیش نہ آئیگی بلگیریا دو لاکھ فوج ٹرکی کے مقابل بھیجدیگی۔ اور ایک لاکھ سے آسٹریا کے خلاف سرویا کی مدد کریگی۔ اس حالت میں سرویا مقدونیہ سے پچاس ہزار فوج لیکر ٹرنسلوینا اور رومانیہ پر حملہ کر سکے گی۔ یونان بلگیریا کو قوالہ کا بندرگاہ دیدے۔ اور اسکے عوض میں ایشیا کوچک پر اسے کوئی بندرگاہ دیا جائے۔ فرانس نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ بلگیریا کو جو ملک پہلے نہ ملا تھا۔ اب دیدیا جائے۔ البتہ سولینیکا یونان کے پاس رہے۔

کیلے پر آخری کوشش - لنڈن ۸ - نومبر - قیصر نے پولینڈ میں جنگ عظیم کرنے سے پیشتر برطانوی فوج کو مغلوب کر کے کیلے کا راستہ صاف کرنے کیلئے پھر کوشش کی ہے۔ بمقام منسٹر ڈیڑھ لاکھ جدید فوج بلجیم میں بھیجی جائیگی۔ پیرس پر اب کوئی خدشہ نہیں رہا +

سنگٹاؤ مسخر ہوگیا - لنڈن ۷ - نومبر سرکاری طور پر اس امر کا اعلان ہوا ہے۔ کہ سنگٹاؤ کی جرمن فوج نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ مرکزی قلعہ فتح ہونے پر جہاں دو حملہ آور کمپنیوں کو دوسو اسیر ملے۔ جرمنوں نے صبح سات بجے سفید جھنڈا کھڑا کر دیا۔ مرکزی قلعہ پر انجنیر کمپنیوں نے جاپانی جرنیل یاماڈا کے زیر کمان شاندار حملہ کیا۔ جاپانیوں اور جرمنوں دونوں کا نقصان ہوا۔ جاپانیوں کے ۳۸ ہلاک اور ۱۲۸ زخمی ہوئے۔ دو برٹش افسر زخمی ہوئے۔ ۲۳۰۰ جرمن گرفتار ہوئے۔ جاپانیوں کے نقصان کی آخری تعداد ۲۰۰ بتائی جاتی ہے۔ جرمن شرائط اطاعت پر کچھ جھگڑا نہیں کرتے۔ وہ غالباً دس نومبر کو قبضہ دیدیں گے +

جرمن مراجعت - لنڈن ۸ - نومبر - بقول ڈچ اخبارات جرمن فوجیں بلجیم سے مشرق کو روانہ ہو رہی ہیں

بحیرہ اسود میں ترک و تاز - بحیرہ اسود کے روسی بیڑے نے سونگلک پر گولہ باری کی۔ ۳ سامان جنگ اور ذخیرہ کے جہاز غرق ہوئے۔ اور ایک جسمیں فوج بھی تھی۔

متحدہ افواج کا غلبہ - ۸ - نومبر - صورت حال بہت اطمینان بخش ہے۔ لیکن فرانس بلجیک سرحد کے محاربہ کے جلد فیصل ہونے کی توقع درست نہیں ہوگی۔ نیوپورٹ پر جرمن سیلابوں کی وجہ سے نہ بڑھ سکے۔ ایراس کے اردگرد شدید لڑائی جاری ہے۔ شہر پر بعض اوقات فی گھنٹہ پانچ ہزار گولے پڑتے ہیں۔ نیوپورٹ سے براہ یپرس آرمنٹیرز تک جرمن ہماری صفوں کو چیرنے میں ناکام رہے۔ غلبہ متحدہ افواج کو رہا۔ جرمن بروگس سے گھنٹ کو کو جارہے ہیں۔ سپاہیوں کے لحاظ سے متحدہ افواج پر جرمن کبھی غالب تو نہیں ہوسکتے مگر ایک تو ان کے پاس ہم سے چوگنی میدانی توپیں ہیں۔ دوم ان کے پاس ہماری نسبت زیادہ مار کی وزنی توپیں ہیں۔ ہمارے بہت تھوڑے آدمی گولیوں سے زخمی ہوئے۔ زیادہ تر گولوں سے مجروح ہوئے +

جرمن ریلوے کو نقصان - پیٹرو گراڈ ایڈ ضروری اعلان ہوا ہے۔ کہ روسی رسالہ دستولا سے جرمن علاقہ میں گھس گیا ہے۔ اور اس نے کالسز کے شمال مغرب کو جرمن ریلوے کو نقصان پہنچایا ہے۔ مشرقی پرشیا میں روسی دائیں محفوظ علاقہ پر قابض ہوگئے ہیں ہم دریائے ندیر دشمن کے عقب پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ اور آسٹرین کا مقابلہ دریائے ندرسٹا پر ہو رہا ہے۔ ہمنے دریائے سن پر ۱۲۵ افسر اور ۱۲۰۰ آدمیوں کے علاوہ سامان جنگ بھی گرفتار کیا۔ پرزمسل کے جنوب پر ہم نے ۱۰۰۰ قیدی پکڑے لنڈن ۸ - نومبر - یہ اطلاع ملی ہے۔ کہ جرمنز اور آسٹرین ۳ لاکھ کی تعداد میں جو خط تھورن سے کراکو تک ہے اسپر جمع ہو رہے ہیں +

ٹرکی اور جنگ

باطوم پر گولہ باری - لنڈن ۷ - نومبر - یہ اطلاع ملی ہے۔ کہ ٹرکش کروزر نے باطوم پر گولہ باری کی ہے **ترک پسپا ہوئے** - لنڈن ۷ - نومبر - طفلس روسیوں نے انگورا اور قارا اور تلیسیہ کے شمال مشرقی علاقہ کیطرف ترکوں کو پسپا کیا۔

روسیوں کا قبضہ - لنڈن ۸ - نومبر - پیٹرو گراڈ بہت بھاری لڑائی کے بعد روسیوں نے ترکوں سے کوپرنکوئی جیسی مضبوط جگہ جو ارض روم کی سڑک پر واقعہ ہے لے لی ہے +

ترکی وزیر اعظم نے استعفاء پیش کیا۔ مگر جنگی جماعت نے کورٹ مارشل کی دھمکی دیکر اسے باز رکھا۔ سمجھدار ترک جنگ کے سخت مخالف ہیں +

مصری فوج - برطانوی شہادت قاہرہ ۸ نومبر - اس امر کا پاس کر کے کہ مسلمان بحیثیت مذہب سلطان ٹرکی کا ادب کرتے ہیں۔ برطانیہ کلاں نے فیصلہ کیا ہے کہ مصریوں سے مدد لئے بغیر تنہا لڑائی کا سارا بوجھ اٹھائے گی۔ مگر ساتھ ہی مصری قوم سے یہ توقع ظاہر کرتی ہے۔ کہ فوجی کارروائیوں میں خلل انداز ہونے یا دشمن کو مدد دینے میں احتراز کیا جائیگا +

پیٹرول - جرمنی میں پیٹرول اور بنزین ختم ہوگیا ہے +

قیصر بال بال بچا - یکم نومبر کو برطانوی ہوا باز نے قیصر کے سکان پر چھ بمب پھینکے۔ مگر وہ ۲۰ منٹ پہلے جا چکا تھا۔ دو ایڈی کانگ ہلاک ہوئے +

۸ - نومبر - ریاست چلی جرمنی کی سخت طرفداری کر رہی ہے

ضبطی - سوئٹزرلینڈ کے حکام نے زوال انگلستان نامی کتاب کے ۱۵۰ نسخے ضبط کئے ہیں۔ وہ ایک جرمن نے ہندوستانی فوج کو بغاوت پر اکسانے کیلئے تکلیف کی +

بحری معرکہ - ۸ نومبر جنوبی امریکہ کے ملک چلی کے ساحل کے قریب بحری لڑائی ہوئی ہے۔ جرمن جنگی جہازات شارن ہاسٹ منیسنا لیپزگ ڈرسڈن اور نومبرگ والپیریزو کے قریب جمع ہوئے۔ اور یکم نومبر کو ایڈمرل کریڈک کے انگریزی بیڑہ کے کچھ حصہ سے ان کی لڑائی ہوئی۔ گڈ ہوپ اور منموتھ کو آگ لگ گئی۔ پہلا ڈوب گیا۔ دوسرا برابر لڑتا رہا۔ اور جرمن جہازوں سے مقابلہ کر کے آخر کو نکل گیا۔ گلاسگو کو خفیف نقصان پہنچا۔ جرمن بیان ہے۔ کہ جرمن جہازوں نے ۷ میل سے گولہ باری شروع کی۔ مگر انگریزی توپوں کی اتنی مار نہ تھی۔ درمیانی فاصلہ ۴ میل رہ جانے پر انگریزی جہازوں نے بھی گولہ باری شروع کی مگر اس وقت تک انہیں بہت نقصان پہنچ چکا تھا۔ افواہ ہے جاپانی کروزر قریب پہنچ گئے ہیں۔ جن کے مقابلہ کیلئے ساحل چلی پر جرمن جہاز مجتمع ہو رہے ہیں +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان - دارالامان - ۱۲ - نومبر ۱۹۱۴ء

احمدی جماعت کا فرض

اسوقت جبکہ ترک بھی اس عالمگیر جنگ میں شامل ہوگئے ہیں جس کے شعلے آگے ہی شرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک بنی نوع انسان کو جلا کر خاک کر رہے تھے۔ اور انہوں نے اپنے خیالی اور وہمی فوائد اور حقوق کی حفاظت کے لئے میان سے تلوار نکال لی ہے۔ ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم جماعت احمدیہ کو اس کے فرض کی طرف متوجہ کر دیں۔ تاکہ غفلت اور نادانی کی وجہ سے کوئی احمدی ٹھوکر نہ کھائے۔ اور اپنے آپ کو خواہ مخواہ ہلاکت کے گڑھے میں نہ ڈالدے۔ ترکوں کی حکومت مسلمانوں کی آخری حکومت ہے۔ افغانستان درحقیقت ایک ریاست ہے۔ جو انگریزی حکومت کی حفاظت میں ہے۔ ایران اپنی آزادی کو سالہاسال سے کھو چکا ہے۔ اور صرف ترکی حکومت ہی ایک ایسی حکومت تھی۔ جو حکومت کہلانے کی مستحق ہو سکتی تھی۔ اس لئے اس کی طرف اگر مسلمانوں کی نظریں بار بار اٹھتی تھیں۔ تو یہ کچھ تعجب انگیز بات نہ تھی۔ اگر اس کے خلاف کارروائی کرنے والی آسٹرین حکومت اسکا آخری افریقی صوبہ طرابلس چھیننے والی اطالین حکومت اور اس کے دارالخلافہ کی طرف اپنی افواج کو حرکت دینے والی بلقانی ریاستوں کے خلاف مسلمانان عالم نے صدائے احتجاج بلند کی۔ تو یہ ایک قدرتی امر تھا۔ کیونکہ ان کے سامنے ترکوں کی حکومت کے سوائے اب کوئی اسلامی حکومت باقی نہ رہی تھی۔ اور مزید براں وہ ترکی حکومت کو مکہ اور مدینہ کی محافظ اور ان دونوں متبرک مقامات کی خادم خیال کرتے تھے۔ جو تعلق کہ کل مسلمانان عالم کو ترکی حکومت سے جوڑ دیتا ہے۔ پس ایسی حکومت کے جنگ میں شامل ہو جانے پر ممکن ہے کہ بعض طبائع کے دل میں خلجان پیدا ہو۔ اور وہ حیرت میں پڑ جائیں۔ کہ ہم کیا کریں۔ اس لئے ہم احمدی جماعت کی اطلاع کے لئے وہ ہدایت نامہ شائع کرتے ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود نے اپنی جماعت کے نام ۱۹۰۷ء میں شائع فرمایا تھا۔ اور جسکو پڑھ کر کوئی احمدی اس شک میں نہیں رہ سکتا۔ کہ اسوقت برٹش گورنمنٹ سے اس کے تعلقات کیسے ہونے چاہئیں اور ہر ایک احمدی پر اس اعلان سے روشن ہو جائیگا۔ کہ حضرت مسیح موعود دنیا کی کل حکومتوں پر برٹش گورنمنٹ کو ترجیح دیتے تھے۔ اور خواہ کوئی حکومت ہو۔ اسلامی یا غیر اسلامی آپ احمدیوں پر سب سے زیادہ اسی گورنمنٹ کا حق مقدم رکھتے ہیں وہ اعلان یہ ہے ؎

اپنی تمام جماعت کیلئے ضروری نصیحت

"چونکہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ ان دنوں میں بعض جاہل اور شریر لوگ اکثر ہندوؤں میں سے اور کچھ مسلمانوں میں سے گورنمنٹ کے مقابل ایسی ایسی حرکتیں ظاہر کرتے ہیں جن سے بغاوت کی بو آتی ہے بلکہ مجھے شک ہوتا ہے۔ کہ کسی وقت باغیانہ رنگ انکی طبائع میں پیدا ہو جائیگا۔ اس لئے میں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقامات اور ہندوستان میں موجود ہیں جو بفضلہ تعالیٰ کئی لاکھ تک انکا شمار پہنچ گیا ہے۔ نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ میری اس تعلیم کو خوب یاد رکھیں۔ جو تقریباً ۲۶ برس سے تقریری اور تحریری طور پر ان کے ذہن نشین کرتا آیا ہوں یعنی یہ کہ اس گورنمنٹ انگریزی کی پوری اطاعت کریں۔ کیونکہ وہ ہماری محسن گورنمنٹ ہے۔ انکی ظل حمایت میں ہمارا فرقہ احمدیہ چند سال میں لاکھوں تک پہنچ گیا ہے۔ اور اس گورنمنٹ کا احسان ہے۔ کہ اس کے زیر سایہ ہم ظالموں کے پنجہ سے محفوظ ہیں۔ خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت ہے۔ کہ اس نے اس گورنمنٹ کو اس بات کیلئے چن لیا تا کہ یہ فرقہ احمدیہ اس کے زیر سایہ ہو کر ظالموں کے خونخوار حملوں سے اپنے تئیں بچاوے اور ترقی کرے۔ کیا تم یہ خیال کر سکتے ہو۔ کہ تم سلطان روم کی عملداری میں جا کر یا مکہ اور مدینہ میں ہی اپنا گھر بنا کر شریر لوگوں کے حملوں سے بچ سکتے ہو؟ ہرگز نہیں بلکہ ایک ہفتہ میں ہی تم تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کئے جاؤ گے۔ تم سن چکے ہو کہ کس طرح صاحبزادہ مولوی عبداللطیف جو ریاست کابل کے ایک معزز اور بزرگوار نامور رئیس تھے۔ جن کے مرید پچاس ہزار کے قریب تھے وہ جب میری جماعت میں داخل ہوئے تو محض اس قصور سے کہ میری تعلیم کے موافق جہاد کے مخالف ہو گئے تھے امیر حبیب اللہ خاں نے نہایت بے رحمی سے ان کو سنگسار کرا دیا۔ پس کیا تمہیں کچھ توقع ہے۔ کہ تمہیں اسلامی سلاطین کے ماتحت کوئی خوشحالی میسر آئیگی۔ بلکہ تم تمام اسلامی مخالف علماء کے فتووں کے رو سے واجب القتل ٹھہر چکے ہو سو خدا تعالیٰ کا یہ فضل اور احسان ہے۔ کہ اس گورنمنٹ نے ایسا ہی تمہیں اپنے سایہ پناہ کے نیچے لیا۔ جیسا کہ نجاشی بادشاہ نے جو کہ عیسائی تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو پناہ دی تھی۔ میں اس گورنمنٹ کی کوئی خوشامد نہیں کرتا جیسا کہ نادان لوگ خیال کرتے ہیں۔ نہ اس سے کوئی صلہ چاہتا ہوں۔ بلکہ میں انصاف اور ایمان کے رو سے اپنا فرض دیکھتا ہوں۔ کہ اس گورنمنٹ کی شکر گذاری کروں۔ اور اپنی جماعت کو اطاعت کے لئے نصیحت کرتا رہوں۔ سو یاد رکھو اور خوب یاد رکھو۔ کہ ایسا شخص میری جماعت میں داخل نہیں رہ سکتا۔ جو اس گورنمنٹ کے مقابلہ پر کوئی باغیانہ خیال دل میں رکھے۔ اور میرے نزدیک سخت بدذاتی ہے جس گورنمنٹ کے ذریعہ سے ہم ظالموں کے پنجہ سے بچائے جاتے ہیں۔ اور اس کے زیر سایہ ہماری جماعت ترقی کر رہی ہے اس کے احسان کے ہم شکر گذار نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ ھل جزاء الاحسان الا الاحسان یعنی احسان کا بدلہ احسان ہے۔ اور حدیث شریف میں بھی آیا ہے۔ کہ جو انسان کا شکر نہیں کرتا۔ وہ خدا کا شکر بھی نہیں کرتا۔ یہ تو سوچو کہ اگر تم اس گورنمنٹ کے سایہ سے باہر نکل جاؤ۔ تو پھر تمہارا ٹھکانا کہاں ہے۔ ایسی سلطنت کا بھلا نام تو لو جو تمہیں اپنی پناہ میں لے لیگی۔ ہر ایک اسلامی سلطنت تمہارے قتل کرنے کے لئے دانت پیس رہی ہے۔ کیونکہ ان کی نگاہ میں تم کافر اور مرتد ٹھہر چکے ہو۔ سو تم اس خداداد نعمت کی قدر کرو۔ اور تم یقیناً سمجھ لو۔ کہ خدا تعالیٰ نے سلطنت انگریزی تمہاری بھلائی کے لئے ہی اس ملک میں قائم کی ہے۔ اور اگر اس سلطنت پر کوئی آفت آئے تو وہ آفت تمہیں بھی نابود کر دیگی۔ یہ مسلمان لوگ جو اس فرقہ احمدیہ کے مخالف ہیں۔ تم ان کے علماء کے فتوے سن چکے ہو۔ یعنی یہ کہ تم ان کے نزدیک واجب القتل ہو۔ اور ان کی آنکھ میں ایک کتا بھی رحم کے لائق ہے مگر تم نہیں ہو۔ تمام پنجاب اور ہندوستان کے فتوے بلکہ تمام ممالک اسلامیہ کے فتوے تمہاری نسبت یہ ہیں۔ کہ تم واجب القتل ہو۔ اور تمہیں قتل کرنا اور تمہارا مال لوٹ لینا اور تمہاری بیویوں پر جبر کر کے اپنے نکاح میں لے آنا اور تمہاری میت کی توہین کرنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دینا نہ صرف جائز بلکہ بڑا ثواب کا کام ہے۔ سو یہی انگریز ہیں جنکو لوگ کافر کہتے ہیں جو تمہیں ان خونخوار دشمنوں سے بچاتے ہیں۔ اور ان کی تلوار کے خوف سے تم قتل کئے جانے سے بچے ہوئے ہو۔ ذرا کسی اور سلطنت کے زیر سایہ رہ کر دیکھ لو۔ کہ تم سے کیا سلوک کیا جاتا ہے۔ سو انگریزی سلطنت تمہارے لئے ایک رحمت ہے۔ تمہارے لئے ایک برکت ہے۔ اور خدا کی طرف سے تمہاری وہ سپر ہے پس تم دل و جان سے اس سپر کی قدر کرو۔ اور ہمارے مخالف جو مسلمان ہیں ہزار ہا درجہ ان سے انگریز بہتر ہیں۔ کیونکہ وہ تمہیں واجب القتل نہیں سمجھتے وہ تمہیں بے عزت کرنا نہیں چاہتے۔ کچھ بہت دن نہیں گذرے کہ ایک پادری نے کپتان ڈگلس کی عدالت میں میرے پر اقدام قتل کا جرم کا مقدمہ کیا تھا۔ اس دانشمند اور منصف مزاج ڈپٹی کمشنر نے معلوم کر لیا۔ کہ وہ مقدمہ سراسر جھوٹا اور بناوٹی ہے اس لئے مجھے عزت کے ساتھ بری کیا بلکہ مجھے اجازت دی۔ کہ اگر چاہو تو جھوٹا مقدمہ بنانے والوں پر سزا دلانے کے لئے نالش کرو۔ سو اس نمونہ سے ظاہر ہے کہ انگریز کس انصاف اور عدل کیساتھ ہم سے پیش آتے ہیں۔ اور یاد رکھو۔ کہ اسلام میں جو جہاد کا مسئلہ ہے۔ میری نگاہ میں اس سے بدتر اسلام کو بدنام کرنے والا اور کوئی مسئلہ نہیں ہے جس دین *

تاریخ اسلام

سیرۃ النبیؐ

طہارت النفس - استقلال

قابل اور ناقابل انسان کی پرکھ میں استقلال بہت مدد دیتا ہے، کیونکہ استقلال سے انسان کے بہت سے پوشیدہ در پوشیدہ اخلاق اور قوتوں کا پتہ لگ جاتا ہے۔ اور مستقل اور غیر مستقل انسان میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ ایک ایسا شخص جو بیسیوں نیک اخلاق کا جامع ہو۔ لیکن اس کے اندر استقلال نہ ہو اس کے اخلاق حسنہ نہ تو اس کے نفس کی خوبی کو ثابت کر سکتے ہیں اور نہ ہی لوگوں کو ان سے کوئی معتد بہ فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ کیونکہ اگر اس میں استقلال نہیں۔ اور وہ اپنے کاموں میں دوام اختیار نہیں کرتا تو اول تو یہی خیال ہو سکتا ہے کہ اس کے نیک اخلاق ممکن ہے کہ بناوٹ کا نتیجہ ہوں۔ اور دوسرے ایک نیک کام کو شروع کر کے جب وہ درمیان میں ہی چھوڑ دیگا تو اس کام کا کوئی خاص فائدہ بنی نوع انسان کو نہ پہونچیگا۔ بلکہ خود اس شخص کا وہ وقت جو اس نے اس ادھورے کام پر خرچ کیا تھا۔ ضائع سمجھا جائیگا۔ پس استقلال ایک طرف تو اپنے صاحب کے کاموں کی سنجیدگی اور حقیقت پر روشنی ڈالتا ہے اور دوسری طرف اس ایک صفت کی وجہ سے انسان کے دوسرے اخلاق حسنہ اور قوائے مفیدہ کے ظہور اور نفع میں بھی خاص ترقی ہوتی ہے اسلئے اس مختصر سیرۃ میں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استقلال پر بھی کچھ لکھنا چاہتا ہوں۔

یوں تو اگر غور کیا جائے تو جو کچھ میں اب تک لکھ چکا ہوں اس کا ہر ایک باب بلکہ ہر ایک ہیڈنگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استقلال کا شاہد ہے اور کسی مزید تشریح کی ضرورت نہیں۔ مگر سیرۃ کی تکمیل چاہتی ہے کہ اس کے لئے الگ ہیڈنگ بھی ضرور قائم کیا جاوے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر اگر ہم اجماعی نظر ڈالیں تو ہمیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم استقلال کی ایک مجسم تصویر نظر آتے ہیں بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ استقلال کو بھی اس نمونۂ استقلال پر فخر ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دکھایا تھا ۔

اس حالت کو دیکھو جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اور پھر اس استقلال کو دیکھو جس سے اس کام کو نباہتے ہیں۔ آپکی حالت نہ تو ایسی امیرانہ تھی کہ دنیا کی بالکل احتیاج ہی نہ تھی۔ اور گویا آپ دنیا کی فکروں سے ایسے آزاد تھے کہ اس کی طرف توجہ کی ضرورت ہی نہ تھی، اور نہ ہی آپ ایسے فقیر اور محتاج تھے کہ آرام و آسایش کی زندگی کبھی بسر ہی نہ کی تھی اسلئے دنیا کا چھوڑنا آپ پر کچھ شاق نہ تھا مگر پھر بھی اس اوسط حالت کے باوجود جبکہ آپ تھے اور جو عام طور پر بنی نوع انسان کو دنیا میں مشغول رکھتی ہے اور باوجود بیوی بچوں کی موجودگی اور ان کی فکر کے جب آپ غار حرا میں جا کر عبادت الٰہی میں مشغول ہوئے تو آپکے پائے ثبات کو مشرکین کی ہنسی اور ٹھٹھے نے ذرہ بھی متزلزل نہ کیا۔ اور آخر اس وقت اس غار کو چھوڑا۔ جب آسمان سے حکم آیا کہ بس اب خلوت کا زمانہ ختم ہوا۔ اور کام کا زمانہ آگیا جا اور ہماری مخلوق کو راہ راست پر لا۔ یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ وَالرُّجْزَ فَاھْجُرْ اس حکم کا نازل ہونا تھا کہ وہ شخص جو باوجود ہزاروں احتیاجوں اور سینکڑوں شغلوں کے اپنے بیوی بچوں کو خدا کے سپرد کر کے وحدہٗ لاشریک خدا کی پرستش میں مشغول تھا۔ اور دنیا و مافیہا سے بے تعلق تھا۔ شہر سے دور راہ سے علیحدہ ایک پہاڑی کی چوٹی پر چڑھ کر پھر دوسری طرف چند گز نیچے اتر کر ایک پتھر کے نیچے بیٹھ کر تا دنیا اس کی عبادت میں مخل نہ ہو۔ عبادت الٰہی کیا کرتا تھا۔ اور انسانوں سے ایسا متنفر تھا گویا وہ سانپ ہیں یا اژدہا دنیا کے سامنے آتا ہے اور یا تو وہ دنیا سے بھاگتا تھا یا اب دنیا اس سے بھاگ رہی ہے۔ اور اس کے نزدیک کوئی نہیں جاتا مگر وہ ہے کہ ہر ایک گھر میں گھستا ہے ہر ایک شخص کو پکڑ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ کعبہ کے میدان میں کھڑا رہتا ہے تا کہ کوئی شخص طواف کرنے کے لئے گھر سے نکلے تو اس سے ہی کچھ بات کر سکوں۔ قافلے آتے ہیں تو لوگ تو اسلئے دوڑے جاتے ہیں کہ جا کر کچھ غلہ خرید لائیں یا جو اسباب تجارت وہ لائے ہیں اُسے اپنی ضرورت کے مطابق خرید لیں لیکن یہ شخص کسی تجارت کی غرض سے نہیں بلکہ ایک حق اور صداقت کی خبر دینے کے لئے اُن سے بھی آگے آگے دوڑا جاتا ہے۔ اور اس کا پیغام کیا ہے جو ہر ایک انسان کو پہنچانا چاہتا ہے وہ پیغام لا الہ الا اللّٰہ وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے جس سے عرب ایسی وحشت کھاتے تھے کہ اگر کان میں یہ آواز پڑ جاتی تو کان میں انگلیاں دے لیتے تھے اور جس کے منہ سے یہ الفاظ سنتے اُسے دیوانہ وار لپک پڑتے اور چاہتے کہ اُسے ایسی سزا دیں کہ جس سے بڑھکر اور سزا ناممکن ہو۔ مگر باوجود عربوں کی اس مخالفت کے وہ تنہائی پسند انسان غار حرا میں دن گذارنیوالا انسان جب موقعہ پاتا یہ پیغام انکو سناتا۔ اور کسی مجلس یا کسی جماعت کا خوف یا رعب اُسے اس پیغام کے پہنچانے میں روک نہ ہو سکتا۔ یہ کام اُس نے ایک دن نہیں دو دن نہیں مہینہ نہیں دو مہینہ نہیں اپنی وفات کے دن تک کیا اور باوجود سب دنیا کی مخالفت کے اپنے کام سے باز نہ آیا نہ عرب کے مشرک اسکو باز رکھ سکے نہ شام کے مسیحی اسکے جوش کو کم کر سکے نہ ایران کے مجوسی اس کو سست کر سکے۔ اور نہ مدینہ اور خیبر کے یہود اس کی روک بن سکے۔ ہر ایک دشمنی ہر ایک عداوت ہر ایک مخالفت ہر ایک تکلیف کا مقابلہ کرتے ہوئے وہ آگے ہی آگے بڑھتا چلا گیا اور ایک منٹ کے لئے بھی اپنی آواز نیچی نہ کی حتیٰ کہ وفات کے وقت بھی یہی نصیحت کرتا گیا۔ کہ دیکھنا خدا تعالیٰ کا شریک کسیکو نہ بنانا وہ وحدہٗ لاشریک ہے کوئی چیز اس کے برابر نہیں حتیٰ کہ سب انسانوں سے افضل محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کا ایک بندہ اور رسول ہے۔ اُسکی قبر کو بھی دوسری قوموں کے دستور کے مطابق مسجد نہ بنا لینا۔

کیا اس استقلال کا نمونہ دنیا میں کسی اور انسان نے بھی دکھایا ہے؟ کیا ایسے مخالفانہ حالات کے مقابلہ پر ایسا فولادی عزم کسی نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ لوگ ذرہ ذرہ سا کام کر کے تھک جاتے ہیں اور تھوڑی سی تکلیف دیکھ کر گھبرا جاتے ہیں بلکہ بغیر تکلیف کے بھی کسی کام پر اسقدر عرصہ تک متواتر توجہ نہیں کر سکتے جس کا نمونہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھایا ہے اور جس نمونہ کو دیکھ کر نہ صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ جس کام کو اپنے ذمہ لیا تھا اُسکی خوبی اور بہتری پر دل سے یقین رکھتے تھے۔ کیونکہ اسقدر لمبے عرصہ تک باوجود اسقدر تکالیف کے کوئی انسان ایک ایسے امر پر جسے وہ جھوٹا خیال کرتا ہو قائم نہیں رہ سکتا۔ بلکہ یہ بھی کھل جاتا ہے کہ وہ کونسی طاقت تھی جس سے کام لیکر آپنے ایسی جماعت پیدا کر دی تھی جس نے باوجود قلت تعداد کے سب دنیا کو فتح کر لیا تھا وہ آپکا استقلال اور آپکا عمل ہی تھا۔ جس نے ان مٹھی بھر آدمیوں کو جو آپ کی صحبت میں رہنے والے تھے۔ کل دنیا کی اصلاح کے کام کے اختیار کرنے کی جرأت دلائی اور صرف جرأت ہی نہیں دلائی بلکہ آخر دم تک ایسا آمادہ کئے رکھا کہ انہوں نے دنیا کی اصلاح کا کام کر کے بھی دکھا دیا۔ مگر افسوس! کہ اب مسلمانوں میں وہ روح کام نہیں کرتی ۔

قصص باطلہ

نمبر۲

حضرت داؤد علیہ السلام جو اللہ تعالےٰ کے نہایت پاک بندہ تھے۔ اور نبیوں کی مزکی جماعت میں شامل تھے۔ ان کی نسبت یہ افترا مشہور ہے۔ کہ وہ نعوذ باللہ ایک شخص اوریا کی بیوی پر عاشق ہو گئے۔ اور جب باوجود بہت سے حیلوں کے وہ ہاتھ نہ آئی۔ تو اس کے خاوند کو کسی خطرناک جنگ میں اس لئے بھیجدیا۔ کہ وہاں وہ مارا جائے۔ اور آپ نعوذ باللہ اس کی بیوی پر قبضہ کر لیں مگر وہ اس جنگ سے بچکر واپس آگیا۔ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر کسی اور جنگ پر اسے بھیجدیا۔ مگر پھر بھی وہ زندہ بچ آیا۔ آخر ایک جنگ میں مارا گیا۔ تو اس کی بیوی سے آپ نے شادی کر لی۔ مگر آپ کے اس فعل پر اللہ تعالیٰ نے خفگی کا اظہار کیا۔ اور فرشتوں کو بھیجا۔ تا وہ آپ کی آزمائش کریں۔ یہ قصہ بالکل باطل اور جھوٹ ہے۔ اور ہرگز ثابت نہیں۔ نہ قرآن کریم سے نہ حدیث سے بلکہ اس کی اشاعت کی اصل وجہ یہ ہے۔ کہ یہود حضرت داؤد کو بڑا خیال کرتے ہیں۔ اور ان کے نزدیک وہ نعوذ باللہ آخر زندگی میں مرتد ہو گئے تھے۔ اس لئے انہوں نے اس قسم کے قصے مشہور کر چھوڑے ہیں۔ جن کو مسلمانوں نے بھی نادانی سے نقل کر لیا۔

دنیا کے سب سے بڑے افتراؤں میں سے ایک وہ قصہ ہے جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ جس کی ہرگز کوئی اصل نہیں۔ اور جو سرے پا تک جھوٹ اور دروغ ہے۔ اور اس جھوٹ سے اسلام کو سخت نقصان پہنچا ہے۔ کیونکہ اس کی بنا پر آج تک اسلام اور اس کے بانی پر نہایت بیہودہ اعتراض ہوتے رہے ہیں۔ مگر خوب یاد رکھو۔ کہ یہ قصہ بالکل جھوٹ ہے۔ وھو ھذا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ سورہ نجم پڑھ رہے تھے جب آپ اس آیت پر پہنچے۔ افرأیتم اللات والعزیٰ ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ تو شیطان نے آپ کی زبان پر یہ فقرہ جاری کر دیا تلک الغرانیق العلیٰ وان شفاعتھن لترتجی (اصل آیت کے تو یہ معنے ہیں۔ کہ یہ لات اور عزیٰ اور مناۃ کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ اور انہیں کیا طاقت ہے۔ مگر وہ فقرہ جو کہا جاتا ہے۔ کہ نعوذ باللہ شیطان نے آپ کی زبان پر جاری کر دیا۔ اس کو ملا کر اس کے یہ معنی ہو جاتے ہیں۔

کہ لات اور عزیٰ اور مناۃ یہ بھی بلندی پر اڑنے والے پرند ہیں (یعنی بلند مرتبہ ہیں) اور ان کی شفاعت کی بھی امید کیجاتی ہے) جب آپ نے ساری سورۃ ختم کر لی۔ تو آپ نے سجدہ کیا۔ اور آپ کے ساتھ ہی مومنوں اور کافروں سب نے سجدہ کیا۔ پھر حضرت جبریل نے آپ کو بتایا۔ کہ شیطان نے یہ فقرہ آپکی زبان پر جاری کر دیا تھا جسے معلوم کر کے آپ کو سخت رنج ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے تسلی کے لئے یہ آیت نازل فرمائی وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنیٰ القی الشیطان فی امنیتہ۔ یعنی نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول یا نبی مگر جب اس نے کچھ پڑھا کتاب سے تو شیطان نے اس کی تلاوت میں کچھ زائد کر دیا اور اسطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ تسلی ہو گئی۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

اس قصہ کے باطل ہونے کے لئے کسی بیرونی دلیل کی ضرورت نہیں۔ خود یہ قصہ اپنا آپ مکذب ہے۔ کیونکہ آیت مذکورہ بالا یعنی ما ارسلنا من رسول الخ کے جو معنے کئے جاتے ہیں۔ وہ خود غلط ہیں۔ کیونکہ اگر وہی معنے کئے جائیں۔ جو اس قصہ کے بنانے والے کرتے ہیں۔ تو اس آیت کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ جسقدر رسول اور نبی تجھ سے پہلے گزرے ہیں۔ وہ جب اپنی الہامی کتاب کا کوئی جزو پڑھتے تھے۔ تو شیطان ان کی تلاوت میں کچھ زائد کر دیتا تھا۔ یا یہ کہ اکثر ایسا ہوتا تھا لیکن یہ دونوں خیال بداہتاً غلط ہیں۔ نہ تو یہ واقعہ ہے۔ کہ جب کبھی بھی کوئی رسول پڑھتا تھا۔ تو ضرور شیطان کچھ ملا دیتا تھا۔ اور نہ یہ کہ اکثر ایسا ہوتا تھا۔ اور اگر یہ مراد لو۔ کہ صرف ایک ایک دفعہ ان سے یہ واقعہ ہوا تھا۔ تو یہ الفاظ آیت کے خلاف ہے۔ کیونکہ آیت کے الفاظ یہ ہیں۔ کہ الا اذا تمنیٰ القی الشیطان فی امنیتہ جب وہ پڑھتا تھا۔ پس یا تو یہ مطلب ہوگا کہ ہمیشہ ایسا ہوتا تھا۔ یا یہ کہ اکثر ایسا ہوتا تھا۔ اور یہ بات عقل و نقل کے خلاف ہے۔ بخاری میں یہ واقعہ صرف اس طرح آتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ نجم پڑھی اور پڑھنے کے بعد آپ نے اور سب مسلمانوں اور کافروں نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا۔ اور یہ واقعہ بالکل درست ہے۔ قرآن کریم کو سنکر ایکدفعہ تو مومن و کافر سب کا دل نرم ہو جاتا اور خدا تعالیٰ کے حضور گر جاتا ہے۔ پیچھے خواہ اس کو مانیں یا نہ مانیں۔ لیکن غرانیق العلیٰ کا واقعہ بخاری میں نہیں ہے۔ جو معلوم ہوتا ہے۔ کسی اور راوی نے اپنی طرف سے زائد کر دیا ہے۔ اور اپنی حماقت کا ثبوت دیا ہے۔

مسیحی مصنفین ہمیشہ سے اس قصہ کی وجہ سے اسلام پر اعتراض کرتے چلے آئے ہیں۔ کہ نعوذ باللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جماعت کو بڑھانے کے لئے ایسا بھی کر لیا کرتے تھے کہ ان کے مطلب کی بات بھی بیچ میں کہ جایا کرتے تھے۔ اور اس اعتراض کی ذمہ واری ان مسلمان مصنفین پر ہے۔ جنھوں نے بلا تحقیق سند اور روایت اس واقعہ کو اپنی کتابوں اور تفسیروں میں جگہ دیکر انکو اعتراض کا موقعہ دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

باقی یہ جو کہا جاتا ہے۔ کہ ابن حجر نے اس واقعہ کو صحیح کہا ہے تو یہ دلیل بالکل بے وزن ہے۔ ابن حجر نے اس کی ایسی تاویل کی ہے۔ کہ وہ عقل میں ہی نہیں آسکتی۔ اور اس قصہ کے باطل ہونے پر مندرجہ ذیل دلائل شاہد ہیں۔

(۱) خود اس آیت کا اسپر چسپان کرنا۔ کیونکہ جو معنی کئے جاتے ہیں وہ ٹھیک ہی نہیں بنتے۔ جیسے کہ اوپر مذکور ہوا۔ (۲) صحیح احادیث میں غرانیق العلیٰ کا کوئی ذکر نہیں۔ (۳) تیسری سورۃ النجم میں ہی بتوں کی سخت مذمت کی گئی ہے۔ اور اس آیت نے بت پرستوں کا ناک کاٹ دیا ہے۔ ان ھی الا اسماء سمیتموھا انتم وآباؤکم ما انزل اللہ بھا من سلطان ان یتبعون الا الظن وما تھوی الانفس ولقد جاءھم من ربھم الھدیٰ۔ نہیں یہ کچھ بھی مگر صرف تمہارے اور تمہارے باپ دادے کے مقرر کردہ نام ہیں۔ نہیں یہ لوگ پیروی کرتے مگر ظن کی اور اپنے دلوں کی خواہشات کی اور حالانکہ البتہ آگئی ہے ان کے پاس ان کے رب کیطرف سے ہدایت۔ اس آیت کے ہوتے ہوئے کیونکر ممکن تھا۔ کہ وہ فقرہ زائد کر دیا جاتا۔ اور اس کے زائد کرنے سے تو مطلب بالکل خبط ہو جاتا ہے۔ کیا اس فقرہ پر کافر خوش ہو سکتے تھے۔ کہ ہاں تمہارے بت بھی شفاعت کے قابل ہیں۔ مگر اصل بات یہ ہے۔ کہ بتوں کا قصہ ہی جھوٹا ہے۔ یہ تو تمہارے اپنے بنائے ہوئے نام ہیں۔ اور تمہارا مذہب تو صرف ہوا و ہوس کا نتیجہ ہے۔ پس مذکورہ بالا آیت اس قصہ کے بطلان پر صاف شہادت ہے۔ باقی رہا۔ وما ارسلنا من رسول ولا نبی الخ والی آیت کا مطلب۔ سو اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے کوئی نبی یا رسول نہیں بھیجا۔ مگر جب وہ کوئی خواہش کرتا ہے تو شیطان اس کی خواہش میں کچھ ڈالدیتا ہے۔ یعنی اس کے نیک ارادوں کے پورا ہونے میں روک پیدا کر دیتا ہے جیسا کہ تمام نبیوں کے ساتھ ہوتا چلا آیا ہے۔ کہ ان کے تمام کاموں میں شیطان اور اس کے ساتھی روکیں ڈالدیتیں اور اگر تمنّی کے معنی پڑھنے کے کئے جائیں تب بھی مطلب صاف ہے۔ کہ جب کبھی کوئی رسول کچھ کتاب پڑھکر سناتا ہے تو شیطان اسکی تلاوت کے متعلق کچھ ڈالدیتا ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ کہاں ڈالدیتا ہے سو خود قرآن کریم میں ہی دوسری جگہ بیان فرمادیا ہے کہ ان الشیاطین لیوحون الی اولیاءھم۔ شیطان اپنے دوستوں کیطرف وحی کرتا ہے۔ پس مطلب ہوا کہ شیطان اور اس کے بروز نبی کے وعظ کے وقت اپنے دوستوں کے دلوں میں شکوک پیدا کرتے ہیں۔

افسوس کس دلدل میں پھنس گئے!

اسوقت ہماری حالت اس مسافر کیطرح ہے۔ جو دلدل میں پھنس جاوے اور اس سے نکلنے کے لئے جسقدر زور مارے اسیقدر اور اندر دھنستا چلا جاوے۔ جو مسلمان بھی اپنی اور اپنے ہم مذہبوں کی حالت کو دیکھے گا۔ بے اختیار کہہ اٹھیگا۔ کہ افسوس! ہم کس دلدل میں پھنس گئے۔ وہ روحانیت وہ اتقا وہ نیکی اب کہاں ہے۔ جو قرون اولیٰ کے مسلمانوں کے حصے میں آئی تھی۔ کیا وہ ہماری طرح انسان نہ تھے۔ کیا ان کی پیدائش بھی اسی رنگ میں نہ ہوئی تھی جس رنگ میں ہماری پیدائش ہوئی ہے۔ پھر وہ کیوں شیطان پر غالب آگئے۔ اور ہم اپنے زور میں آپ ہی گرے جاتے ہیں۔ اس کی وجہ سوائے اس کے اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ کہ وہ محبت الٰہی اور اطاعت نبیؐ کی مضبوط چٹان پر کھڑے تھے اور اسوقت کے مسلمان شیطان کے دھوکے میں آکر اس کے پیچھے چل پڑے ہیں۔ اور اس مضبوط چٹان کو چھوڑ چکے ہیں جس پر کھڑے ہوکر وہ ہر دشمن کا مقابلہ کر سکتے تھے۔ اب وہ کہاں ہیں؟ ایک دلدل میں ایک خطرناک دلدل میں جس کی تہ کا کوئی پتہ نہیں۔ جس کے نیچے سخت زمین کا کوئی نشان نہیں۔ اندر ہی اندر دھنستے چلے جا رہے ہیں۔ اور قدم کہیں نہیں ٹھہرتا۔ دلدل کی زمین چونکہ نرم ہوتی ہے جو انسان اس کے اندر پھنس جاتا ہے۔ اسکا نکلنا مشکل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جب انسان کا ایک پاؤں اندر دھنس جائے۔ تو نکلنے کی تدبیر یہی ہوتی ہے۔ کہ دوسرے پاؤں پر زور دیکر اٹھا جائے۔ لیکن دلدل میں یہ مشکل ہوتی ہے۔ کہ جب دوسرے پاؤں پر زور دیا جائے۔ تو بجائے پہلے پاؤں کے نکلنے کے یہ بھی اندر گھس جاتا ہے۔ اور جب پہلے پر زور دیکر اسے کھینچا جائے تو پہلا اور بھی اندر گھستا چلا جاتا ہے۔ اور اسیطرح انسان اندر ہی گھستا چلا جاتا ہے۔ اور آخر ہلاک ہو جاتا ہے۔ یہی حال اسوقت ہمارا ہے۔ جسقدر طاقت مصائب سے باہر نکلنے کی کی جاتی ہے۔ اسیقدر مصائب میں زیادتی ہوتی جاتی ہے۔ اور ہم اندر ہی اندر دھنستے چلے جاتے ہیں۔ اور اب اس مصیبت سے نکلنے کی کوئی تدبیر نہیں سوائے اس کے کہ وہی تدبیر کی جائے۔ جو ہوشیار مسافر دلدل سے بچنے کی کرتا ہے۔ وہ بجائے زور مارنے کے لیٹ جاتا ہے اور جب کوئی مسافر دیکھ پاتا ہے تو رسہ پھینک کر کھینچ لیتا ہے۔ پس اے میرے دوستو! اس دلدل سے نکلنے کی ایک ہی تدبیر ہے کہ خدا کے حضور میں لیٹ جاؤ۔ اور بس کھینچ لئے جاؤ گے اور دعاؤں پر زور دو۔ کیونکہ اسوقت اس کے سوا کوئی نہیں بچا سکتا ✣

تم بھی زندگی کی کوشش کرو!

سب دنیا اسوقت زندگی کے لئے کوشش کر رہی ہے یعنی قومی زندگی کی۔ جو قوم مردہ ہے اس کے افراد بھی مردہ ہیں گو ظاہر میں زندہ ہوں۔ کہ جہاں قومیں اپنی قومیت کے قیام کے لئے کوشاں ہیں وہاں مسلمان اسلام کیلئے بالکل کوئی کوشش نہیں کرتے۔ روس آسٹریا کو نوٹس دیتا ہے۔ اور اس سے جنگ پر آمادہ ہوتا ہے۔ صرف اس لئے کہ اس کی ایک ہم قوم ریاست کو کیوں نوٹس دیا۔ اور جرمن حالانکہ اسکا اس معاملہ سے کوئی تعلق نہ تھا۔ روس سے اس لئے برسر پرخاش ہوتا ہے۔ کہ وہ کیوں ایک ٹیوٹانک قوم پر حملہ کی تیاریاں کر رہا ہے۔ مگر مسلمان ہیں کہ اسلام کی فکر سے بالکل بے فکر ہیں۔ اس کی وجہ زیادہ تر یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ مسلمانوں کو علم ہی نہیں کہ ایک مسلمان اسلام پر عمل کر کے کیا بن سکتا ہے۔ اور یہ علم اس لئے نہیں۔ کہ وہ اسلامی تاریخ سے ناواقف ہیں جسطرح قومی زندگی کے لئے قومی تاریخ کی حفاظت کی ضرورت ہے۔ اسیطرح مذہبی زندگی کے لئے مذہب کی تاریخ کی حفاظت کی ضرورت ہے ✣

ابو الہول نامی ایک اخبار عربی زبان میں برازیل امریکہ سے نکلتا ہے۔ اس نے سرویوں کی ایک انجمن کی نسبت ایک عجیب واقعہ لکھا ہے۔ یہ انجمن سرویہ کی ترقی کیلئے قائم ہے۔ ۱۹۰۸ء میں اس نے سروی فوج کی حالت دریافت کرنے کیلئے دس سوال فوج کے سپاہیوں سے پوچھے ان میں سے ایک سوال بھی ان کی موجودہ کارروائی کے متعلق نہ تھا۔ بلکہ پرانی اور نئی تاریخ کے متعلق سوال تھے۔ ان سوالات میں سے اکثر جواب قریباً سو فیصدی سپاہیوں نے ٹھیک دیئے۔ اور بعض کے ساٹھ اور پچاس فیصدی نے چنانچہ بعد کی ترکی سروی جنگ نے بتا دیا۔ کہ اس انجمن نے فوج کی لیاقت معلوم کرنیکا جو معیار مقرر کیا تھا۔ وہ بالکل درست تھا۔ اسوقت اگر مسلمانوں سے بھی انکی مذہبی تاریخ کے متعلق سوال کئے جائیں تو انہیں سے کسقدر صحیح جواب دیں گے۔ شاید ہزار میں سے ایک۔ مگر یہ بھی مبالغہ ہے۔ مسلمانوں کی حالت اس سے بھی بدتر ہے ہم نے ایسے مسلمان دیکھے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بھی نہیں جانتے۔ شائد ہزار میں ایک بھی ایسا نہ ہو۔ جو قرآن کریم کے مضامین سے آگاہ ہو۔ پھر جس جماعت کا یہ حال ہو۔ کہ وہ خود اس کتاب سے ناواقف ہو جو اس کے لئے خدا نے نازل فرمائی تھی۔ اسے زندہ کون کہہ سکتا ہے کاش کہ مسلمان اب بھی زندگی حاصل کرنیکی کوشش کریں اور ان کی زندگی صرف تعلق باللہ میں ہے ✣

انصار کا اخلاص

انس بن مالک روایت کرتے ہیں۔ کہ جب مہاجرین مکہ سے مدینہ آئے۔ تو ان کے ہاتھوں میں کچھ نہ تھا۔ (کیونکہ وہ اپنا سب مال و جائداد مکہ میں چھوڑ کر خالی ہاتھ آئے تھے) اور انصار کے پاس زمین و جائداد موجود تھی۔ پس انصار نے اپنی جائدادیں مہاجرین کو تقسیم کر دیں۔ اسطرح کہ ان کے باغوں وغیرہ کا جو میوہ ہو۔ ہر سال اس میں سے ایک حصہ مہاجرین کو دیدیا جاوے اور کام وہ خود کر لیا کریں گے۔ یعنی انصار آپ محنت کر لیا کریں گے مگر جب پھل لگے گا۔ تو اسکو مہاجرین کے ساتھ تقسیم کر لیا کریں گے۔ اور انس رضؓ کی ماں ام سلیم نے جو عبداللہ بن ابی طلحہ کی بھی ماں تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے باغ سے کچھ درخت دیئے ہوئے تھے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ درخت ام ایمن اپنی کھلائی کو دیدیئے تھے۔ جو اسامہ بن زید کی ماں تھی۔ ابن شہاب فرماتے ہیں۔ کہ مجھے انس بن مالکؓ نے بتایا۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل خیبر کی جنگ سے فارغ ہوئے۔ اور مدینہ واپس آئے۔ تو مہاجرین نے انصار کے عطایا واپس کر دیئے۔ جو انہوں نے اپنے پھلوں وغیرہ سے ان کو دیئے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انس کی والدہ کے درخت ان کو واپس دیدیئے۔ اور ام ایمن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے باغ میں سے کچھ درخت دے دیئے۔ کیا اب بھی مسلمانوں میں یہ ہمت ہے۔ کہ خدمت دینی میں مشغول بھائیوں کے ساتھ یہ سلوک کریں؟

سب کی اطلاع کیلئے [illegible] ہیں کہ الفضل کے لئے [illegible] عربی اور انگریزی بھی [illegible] اس موقعہ سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں [illegible] ایک لائق [illegible] کی ضرورت ہے جو عربی اور انگریزی [illegible] سمجھتا ہو [illegible] اس کام کو [illegible] عمدہ عبارت [illegible] مضامین کے معیار کے [illegible] کا واقف ہو [illegible] تنخواہ ان شاء اللہ معقول دی جاوے گی [illegible] قائم رکھ سکے [illegible] بھیجیں [illegible] درخواستیں [illegible] خط و کتابت [illegible] ایڈیٹر الفضل کے نام بہت جلد [illegible] قادیان [illegible] رہنے والے بھی اس موقعہ سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں ✣

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبۂ جمعہ

جو حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی نے ۶ نومبر ۱۹۱۴ء کو دیا

ایک زمانہ قوم پر ترقی کا ہوتا ہے اور ایک ایسا بھی زمانہ آتا ہے جبکہ اس قوم کا ہر ایک قدم تنزل کی طرف جاتا ہے۔ کسی زمانہ میں مسلمانوں کو خدا تعالیٰ نے بڑی عزت اور بڑا رتبہ دیا تھا۔ اور بہت بڑھایا۔ اور بڑی حکومت دی تھی۔ اور یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کا معاملہ ان کی نیکی۔ ان کے تقویٰ اور ان کی پرہیزگاری کی وجہ سے تھا۔ سینکڑوں سال تک انہوں نے اللہ تعالیٰ کے انعامات اور افضال کا معائنہ اور مشاہدہ کیا۔ لیکن پھر جیسا انہوں نے خدا تعالیٰ کو چھوڑ دیا۔ تو خدا تعالیٰ نے بھی ان کو چھوڑ دیا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ خدا تعالیٰ تو بڑا وفادار بڑی محبت کرنیوالا اور بڑا پیار کرنے والا اور اپنے بندوں سے بناہی اُنس رکھنے والا ہے۔ مگر جب لوگ گندے بدکار اور شریر ہو جاتے ہیں۔ تو پھر اللہ کا عذاب اُنپر نازل ہوتا ہے یہ کیا ہی پاک قانون اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ کسی قوم کی وہ حالت کہ جس میں وہ ہوتی ہے۔ اور جن آراموں جن سکھوں اور جن قدر ترقی میں ہوتی ہے اس سے وہ نہیں ہٹاتا جس مزے اور جن آرام و آسایش سے وہ زندگی بسر کر رہی ہوتی ہے اُسی میں رہنے دیتا ہے۔ جبتک کہ وہ اپنے نفسوں کی حالت نہیں بدل ڈالتی اور جب وہ اپنے نفسوں کی حالت کو بدلکر گندی اور ناپاک ہو جاتی ہے۔ تو خدا تعالیٰ اس سے اپنے انعامات چھین لیتا ہے دیکھو اور غور کرو کہ اگر کوئی انسان اپنی آنکھوں کو عمدگی اور احتیاط سے ان قواعد کے ماتحت استعمال کرے جو اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ کے متعلق فرمائے ہیں تو اس کی آنکھیں کبھی اندھی نہیں ہوتیں مگر اس شخص کی آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں جو کہ خدا کے بتائے ہوئے قوانین سے ایک طرف چلا جاتا ہے۔ غرضکہ خدا کبھی کسی سے انعامات نہیں چھینتا۔ لیکن انسان آپ ہی اپنے آپ کو ایسا بنا دیتا ہے کہ انعاموں کے قابل نہیں رہتا۔ آجکل بھی مسلمانوں کے لئے بڑی تباہی اور ہلاکت کے دن آئے ہوئے معلوم ہوتے ہیں مگر تم خوب یاد رکھو۔ کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ظلم نہیں ہے اور نہ ہی خدا کبھی کسی پر ظلم کرتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ۔ ایسے موقعہ پر ہزاروں انسان گھبرا گئے ہونگے اور بہت سارے لوگ تو خدا تعالیٰ کی ہستی اور دین اسلام کی سچائی پر ہی شبہ کرنے لگ جائیں گے۔ کیونکہ وہ خیال کرینگے کہ جس دین پر چلکر ہم کو اس قدر مصائب برداشت کرنے پڑے ہیں وہ سچا نہیں ہو سکتا۔ مگر تم یہ شبہات جن لوگوں کے دلوں میں پیدا ہونگے انکی حالت کو دیکھو اور ان کے نفسوں کا مطالعہ کرو۔ آج عام مسلمانوں کی حالت ان کے علماء کی حالت ان کے اُمراء کی حالت ان کے صوفیاء کی حالت ان کے حکمرانوں کی حالت ان کے بادشاہوں کی حالت کو دیکھو کہ وہ کیسے ہیں۔ کیا وہ اس قابل ہیں کہ ان کے لئے خدا تعالیٰ کے انعامات قائم رہیں انکی حالتیں دیکھکر تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ خدا نے جو تباہی انپر نازل کی ہے یہ اس کے پورے مستحق تھے۔ خدا کسی پر ظلم نہیں کرتا وہ مسلمان جو تخت حکومت پر متمکن ہیں اور وہ جو بادشاہت کے دعویدار ہیں اور وہ جو کسی ملک کی حکومت کی باگ اپنے ہاتھوں میں رکھتے ہیں۔ اوّل درجہ کے بدکار۔ دین سے غافل۔ نماز سے غافل روزے کے تارک اور حج کے تارک ہیں پھر اخلاق اور عادات میں نہایت گندے اور خطرناک قسم کی بدکاریوں میں گرفتار پائے جاتے ہیں پس انکے ایسے اعمال کے بعد اللہ تعالیٰ کو ان کی کیا پرواہ ہے۔ کہ وہ ان کو بادشاہت پر قائم رکھے۔ اور اللہ تعالیٰ کو کیا ضرورت ہے کہ اپنی پیاری مخلوق کی باگ ایسے ظالموں کے ہاتھوں میں دیدے۔ اور اپنے بندوں پر ان خونخوار انسانوں کو حکومت کرنے کی اجازت دے۔ جبکہ کوئی عقلمند انسان کبھی یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کا بیٹا کسی ظالم اور ناترس اُستاد کے قبضہ میں ہو جو کہ مار مار کر اس کا چمڑا ابھی اُتار دے تو پھر خدا تعالیٰ کس طرح یہ پسند کر سکتا ہے کہ اپنی مخلوق کی باگ ظالم لوگوں کے ہاتھوں میں دیدے۔ سو اب مسلمانوں نے اپنی کرتوتوں اپنی بداعمالیوں اپنی شرارتوں اور اپنی خباثتوں سے خدا تعالیٰ کا غضب بھڑکا دیا ہے اور اب منشاء الٰہی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک مسلمانوں کی جو نام کی حکومت تھی وہ بھی نہ رہے اور یہ اس لئے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کی نافرمانیاں کرنے والوں کے تباہ ہونے کے کئی ایک نمونے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھے۔ کئی سلطنتوں کو خوار و ذلیل ہوتے دیکھا ان کے لئے بڑا موقع تھا کہ یہ ان سے عبرت حاصل کرتے خدا تعالیٰ سے تعلق قائم کرتے۔ قرآن شریف کی طرف لوٹتے مگر یہ اپنی بدکاریوں سے ایک قدم بھی پیچھے نہ ہٹے بلکہ آگے بڑھتے گئے سو خدا تعالیٰ کا فیصلہ صادر ہو گیا۔ اور اب معلوم ہوتا ہے کہ یہ نام کی حکومت بھی دُنیا سے اُٹھ جائے گی پھر مسلمانوں کی وہی حالت ہو جائے گی جو کہ اس وقت یہودیوں کی ہے۔ مسلمان ذلیل اور خوار ہوتے رہینگے۔ اسوقت یہ خدا تعالیٰ پر کسی قسم کا اعتراض کرنیکے ہرگز حقدار نہیں ہونگے کیونکہ خدا نے ان کو بڑے موقع دئیے اور بڑے بڑے نظارے دکھائے اور بارہا ان سے درگذر کیا اور کئی دفعہ ان کو متنبہ کیا کہ اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو۔ لیکن یہ اندھوں کی طرح ان نظاروں سے گذرتے گئے اور کچھ پرواہ نہ کی اور خدا کے حکموں کو پس پشت ڈالدیا۔ اسلئے اب ان کی حالت یہانتک پہنچ گئی ہے کہ جو ان کی حکومت اس وقت تک قائم ہے اس کو بھی مٹا دیا جاوے۔ موجودہ وقت کے پیدا شدہ اسباب سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی مرضی یہ ہے کہ ان ظالم ہاتھوں سے حکومت لیکر امن دینے والے ہاتھوں کو دیدی جائے۔ اہل یورپ نے باوجود عیسائی ہونے کے دنیا سے نیک سلوک کیا۔ چنانچہ یورپین قوموں کے ماتحت جو رعایا ہے وہ بہت آرام اور آسایش میں ہے۔ لیکن وہ جو مسلمان کہلانے والے ہیں۔ انکی رعایا کو کوئی آرام نہیں ملتا مسلمانوں کے اخلاق اور اعمال گندے ہو گئے ہیں۔ اور جو خلیفۃ المسلمین کہلاتے ہیں۔ انکی نسبت عیسائی لوگ رعایا کے لئے بہت زیادہ مفید اور مہربان ہیں۔ مذہب کو ایک طرف رہنے دو۔ کچھ اخلاق ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جن میں سارے انسان مشترک ہو سکتے ہیں۔ اسی لحاظ سے عیسائی بادشاہوں اور اُمراء کی حالت کا مقابلہ مسلمان بادشاہوں اور اُمراء سے کرو۔ اور دیکھ لو کہ ان عیسائی بادشاہوں کی حالت ان سے بدرجہا اچھی اور اعلیٰ ہے جس قسم کی بدکاریاں ان مسلمان بادشاہوں اور اُمراء میں پائی جاتی ہیں۔ عیسائی بادشاہوں اور اُمراء میں وہ نہیں ہیں۔ مسلمان غفلت اور خود فراموشی کے گڑھے میں گرے ہوئے ہیں لیکن عیسائی اپنی رعایا کو سکھ دینے اور دُکھ دور کرنے کے لئے کوشاں رہتے ہیں مسلمان اپنے محلوں میں بیٹھے اپنے لئے روپیہ جمع کرتے اور عیش و عشرت میں دن رات گذارتے ہیں اس لئے وہ جو ازل سے مقدر ہو چکا ہے اس کا ظہور ہو گیا۔ اور اب اس خدائی فیصلہ کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ چندہی دن ہوئے ہیں کہ مجھے ایک خط آیا تھا جسمیں لکھا ہوا تھا کہ آپ کا ٹریکٹ پڑھا ہے (یہ بنگالی زبان میں لکھا ہوا تھا) جس میں آپنے لکھا کہ مسیح اور مہدی آگیا۔ لیکن جب تک قسطنطنیہ کی بادشاہت تباہ نہ ہولے۔ اس وقت تک مسیح اور مہدی نہیں آسکتا۔ اس خط کو آئے ہوئے ابھی پانچ ہی دن ہوئے تھے کہ خدائی حکم صادر ہو گیا۔

کہ گو چند مسلمانوں کی نام کی حکومت باقی بھی ہے اسکو بھی ہم مٹا دیتے ہیں سو یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے سزا ہے اور خدا کا غضب ہے جو مسلمانوں پر نازل ہونے والا ہے۔ وہ انسان بڑا احمق ہے جو خدا کے فیصلہ پر اعتراض کرتا ہے اور وہ انسان اندھا ہے جو خدا کے حکم کے خلاف آواز بلند کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے جو کچھ کیا ہے انصاف سے کیا ہے۔ اور ترکوں سے جو ان کی نادانی کی وجہ سے سلوک ہونے والا ہے تو وہ اس کے پورے طور پر حقدار ہیں۔ ایک بزرگ لکھتے ہیں کہ بغداد کی تباہی اور بربادی کے وقت شہر کے علماء اور زہاد ایک ولی اللہ کے پاس گئے۔ اور کہا کہ شہر کو تباہی سے بچنے کے لئے دعا کریں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں دعا کیا کروں مجھے تو آسمان سے آواز آرہی ہے کہ یا ایھا الکفار اقتلوا الفجار اے کافرو فاجروں کو قتل کرو۔ پس وہ خدا جس نے اس وقت کے فاجر مسلمانوں کو کفار کے ہاتھوں قتل کروایا تھا۔ وہی آجکل کے فاجروں کو کافروں سے قتل کروانے کا منشاء رکھتا ہے کیونکہ یہ اس کے دین کے لئے روک کا موجب ہو رہے ہیں دیکھو عیسائی ملکوں میں جس آزادی کے ساتھ عیسائی مذہب کی تردید ہو سکتی ہے ایسی مسلمانوں کے ملکوں میں نہیں ہو سکتی۔ ترکوں کی حکومت میں کسی کو اجازت نہیں ہے کہ عیسائیوں کے خلاف کچھ کہے یا لکھے۔ عیسوی مذہب کے خلاف لکھنے والے سزائیں پاتے اور ان کی کتابیں ضبط کر لی جاتی ہیں۔ لیکن خیال کرو کہ انگریزوں کی حکومت میں ہم کس آزادی سے عیسائیت کی تردید کرتے ہیں اور کتابیں لکھتے ہیں۔ اور خواہ انہی کے ہاتھوں میں کتابیں دی جائیں تو بھی وہ برا نہیں مناتے۔ بلکہ سنجیدہ اور فہیم لوگ اسلام کی سچائی کو قبول بھی کرتے ہیں اور جب تک کوئی شخص جوش غضب سے اندھا ہو کر ان کے مذہب پر حملہ نہ کرے وہ کچھ نہیں کہتے۔ اسلامی حکومتوں میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔ آج پچیس چھبیس سال ہوئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں کو اپنے سلسلہ کی طرف بلایا۔ لیکن گورنمنٹ نے کبھی اتنا بھی نہ پوچھا کہ کیوں تم ایسا کرتے ہو۔ بلکہ ہر وقت آپ کی معین و مددگار رہی۔ لیکن کابل میں ایک شخص نے کہا کہ میں مسیح موعود کو مانتا ہوں تو وہ اسی جرم میں سنگسار کر دیا گیا۔ کیا برٹش گورنمنٹ نے کسی احمدی کو کبھی قید میں ہی رکھا ہے یا کبھی کسی سے تعرض ہی کیا ہے۔ ہرگز نہیں تو پھر جب خدا تعالیٰ کے دین کے لئے اس حکومت کا وجود بابرکت ثابت ہوا ہے تو اس کا مقابلہ اسلامی حکومتیں کس طرح کر سکتی ہیں چونکہ اسلام کی ترقی مسیح موعود کے وجود سے وابستہ ہے اور کوئی فرقہ دنیا میں دوسرے مذاہب پر غالب نہیں آسکتا مگر وہی جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وابستہ ہو گیا ہے وہ مسلمان جنہوں نے **احمدؐ** سے اپنا تعلق نہیں جوڑا وہ گرتے ہی جائیں گے۔ اور گرتے گرتے یہودیوں کی طرح ہو جائینگے یہودی موسیٰ علیہ السلام کے نائب کا انکار کرنے کی وجہ سے ذلیل ہوئے تھے۔ اور انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب کا انکار کیا ہے۔ چونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان . . . . . . موسیٰ علیہ السلام کی شان سے بہت بلند ہے اس لئے آپ کے نائب کا انکار کرنے والوں کی ذلت یہودیوں سے بھی بہت بڑھ کر ہو گی۔ انکے لئے یہودیوں کی نظیر موجود تھی۔ اور یہودیوں کے سامنے کوئی نظیر نہ تھی۔ یہودیوں نے حضرت مسیح کو کہا کہ چونکہ ایلیا نبی آسمان سے نہیں آیا۔ اسلئے ہم اس کے آنے سے پیشتر تمہیں کس طرح مان سکتے ہیں۔ اور حضرت مسیح نے کہا کہ یحییٰ ہی ایلیا تھا۔ تو گویا حضرت مسیح نے بتا دیا کہ آسمان سے اترنے کا کیا مطلب ہوتا ہے یعنی آسمان سے آنے والے کی صفات رکھنے والا اس سے مراد ہوتی ہے۔ مسلمانوں کے پاس یہ ایک بڑی بھاری شہادت موجود تھی۔ مگر باوجودیکہ مسیح موسوی سے مسیح محمدی کی شان بڑھ کر تھی۔ انھوں نے انکار کر دیا۔ اور اس مسیح کو سخت دکھ دیئے۔ تم یہ مت سمجھو کہ انھوں نے چونکہ مسیح موعود کو صلیب پر نہیں چڑھایا۔ اور یہودیوں نے تو مسیح ناصری کو صلیب پر چڑھا دیا تھا۔ اسلئے مسیح موعود کو انہوں نے کوئی دکھ نہیں دیا۔ ان کا ایسا نہ کر سکنا ہم پر کوئی احسان نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو گورنمنٹ برطانیہ کا ہم پر احسان ہے۔ خدا تعالیٰ نے اسلامی حکومت کے سلوک کا نمونہ تو دکھا دیا تھا کہ مسیح کو نہیں بلکہ اس کے ایک خادم کو اس نے سنگسار کر دیا۔ اور سنگسار کرنا صلیب پر چڑھانے سے بہت زیادہ تکلیف دہ ہے۔

پس اسلام کی ترقی احمدی سلسلہ سے وابستہ ہے اور چونکہ یہ سلسلہ مسلمان کہلانے والی حکومتوں میں نہیں پھیل سکتا۔ اسلئے خدا نے چاہا ہے کہ انکی جگہ اور حکومتوں کو لے آئے تا اس سلسلہ حقہ کے پھیلنے کے لئے دروازے کھولے جائیں۔ مصر میں انگریزی حکومت ہے وہاں ہم آزادی سے تبلیغ کر سکتے ہیں لیکن عرب میں نہیں اور کابل میں اس وقت تک نہیں کر سکتے۔ جب تک کسی رئیس کی پناہ لیکر یا خفیہ طور پر نہ کریں۔ پس مسلمانوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے تمہاری ترقی کے لئے رستہ کھول دیا ہے۔ تم خدا کے حضور گر جاؤ۔ اور بہت دعائیں کرو۔ کیونکہ اگر ایک طرف ترقی کا زمانہ قریب آگیا ہے تو دوسری طرف دنیا کی خطرناک تباہی بھی قریب ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ قوموں کی ظاہری شان و شوکت کے مٹنے کے ساتھ ان کے زور بھی ٹوٹ جاتے ہیں اور وہ دنیا کی نظروں سے گر جاتی ہیں۔ لیکن ہم تو اس خدا کے ماننے والے ہیں جو

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ ۝ أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ ۝ وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ ۝ تَرْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ مِنْ سِجِّيلٍ ۝ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَأْكُولٍ ۝

کا نظارہ دکھا سکتا ہے۔ سو بے شک ترکوں کی حکومت خطرہ میں ہے جس کو مکہ اور مدینہ کی محافظ کہا جاتا ہے مگر تم مسیح موعود کے اس ارشاد کو یاد رکھو کہ اس وقت تک مکہ اور مدینہ ترکوں کی حفاظت کر رہا ہے نہ کہ ترک اس کے محافظ رہے ہیں۔ ترک آج تک کیوں تباہ نہیں ہوئے۔ کیا ان کی بدکاریاں ایران۔ مراکش اور ہندوستان کے بادشاہوں۔ لکھنؤ کے نوابوں۔ الجزائر اور ٹیونس کے رئیسوں سے کم تھیں ہرگز نہیں بلکہ یہ ان سے بڑھ کر تھے۔ جس طرح یہ دین سے دور اور بے بہرہ تھے وہ نہیں تھے لیکن ان کے قائم رہنے کی یہی وجہ تھی کہ یہ اپنے آپ کو مکہ اور مدینہ کی طرف نسبت کرتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے ان کی وجہ سے انکی آج تک محافظت کی ہے ورنہ یہ کبھی کے مٹ گئے ہوتے۔ سو یہ ان کے محافظ نہیں ہیں بلکہ خدا نے ان کی وجہ سے اب تک ان پر رحم کئے رکھا ہے۔

گورنمنٹ برطانیہ نے مسلمانوں پر یہ احسان کیا ہے اور انکو وفاداری کا بہت عمدہ بدلہ دیا ہے۔ کہ گورنمنٹ روس اور فرانس سے عہد لیا ہے کہ وہ متبرک مقامات کا ادب ملحوظ رکھیں گے۔ لیکن اگر یہ دونوں حکومتیں یہ ظاہر بھی نہ کرتیں تو ہم اس خدا کے ماننے والے ہیں جو زندہ ہے اور اپنے متبرک مقامات کی خود حفاظت کر سکتا ہے۔ پس اگر ایک طرف مصیبت کا وقت ہے، تو دوسری طرف انعام و اکرام کا بھی وقت ہے۔ ایسے وقت میں جبکہ دونوں پہلو اکٹھے ہوں۔ انسان کو بہت ڈرنا چاہیئے کہ نہ معلوم غفلت ہو جائے جس کی وجہ سے بلا کا پلہ بھاری ہو جائے اور انعامات ہٹا لئے جاویں۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ احمدی احمدی کس طرح ہو سکتا ہے۔ جس کے دل میں اس وقت بھی درد پیدا نہیں ہوتا کہ وہ اسلام کے پھیلنے اور ان لوگوں سے اسلام کے محفوظ رہنے کے لئے جو کہ اس کی نسبت برے خیالات رکھتے ہیں۔ دعائیں کرے۔ ہمارے پاس سوائے دعا کے اور کوئی ایسی چیز نہیں جس سے اسلام کو بچا سکیں۔ اور اگر ہم خدا تعالیٰ کو اپنا معین و مددگار نہیں بنائینگے تو اور کونسا

ذریعہ ہے جس سے اسلام پھیل سکتا ہے۔ پس اپنے اندر خدا تعالےٰ کی محبت پیدا کرو تا کاٹے نہ جاؤ۔ اور اخلاص پیدا کرو تا بڑھائے جاؤ۔ دنیا کی نظروں میں تم قلیل ہو۔ لوگوں کی نظروں میں تم عزت حکومت اور مال کے لحاظ سے حقیر ہو مگر باوجود اس کے تمہارے پاس وہ کچھ ہے جو اور کسی کے پاس نہیں ہے تمہارا وہ خدا ہے جس کے قبضہ میں لوگوں کے دل ہیں۔ دلوں کی حکمرانی کے مقابلہ میں تلوار کی بادشاہت کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ تم اگر نیکی اور تقوےٰ اختیار کروگے تو ساری دنیا تمہارے ساتھ شامل ہو جائیگی کیا خدا تعالیٰ کے اختیار میں یہ بات نہیں ہے کہ جو قوم تم پر حکمران ہو اسی کو مسلمان کر دے یہ میرا خیال ہے اور مسیح ناصری کیوقت میں بھی ایسا ہی ہوا تھا کہ حاکم قوم نے اس کا مذہب اختیار کر لیا تھا۔ اب بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ یورپ اسلام قبول کریگا اور وہی قوم جو تم پر حاکم ہے۔ ایک وقت تمہاری شاگرد ہو کر تم سے دین سیکھے گی۔ لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ تم اپنے اندر تقوےٰ پیدا کرو۔ غفلت اور سستی کو چھوڑ دو اور لغو بحثوں سے احتراز کرو۔ اور ایسی مجلسیں جن میں ہنسی اور مخول ہوتا ہو ترک کر دو۔ اور اپنے دلوں کو نرم کرو۔ بلکہ پگھلا لو۔ کیونکہ پگھلی ہوئی چیز کو جس سانچے میں ڈھالا جائے۔ اسی میں ڈھل جاتی ہے۔ جن لوگوں کے دل سخت ہوتے ہیں ان کو خدا متقیوں کے سانچے میں نہیں ڈھالتا۔ پس تم خدا تعالےٰ کے حضور اپنے آپ کو ڈال دو۔ ایک بچہ جس وقت ہاتھ پاؤں بھی نہیں ہلا سکتا اس وقت ماں باپ اس کی فکر کرتے ہیں اور اس کی ہر ایک طرح سے نگہداشت کرتے ہیں۔ تم بھی خدا تعالیٰ کے آگے اسی طرح اپنے آپ کو ڈال دو۔ جس طرح دودھ پیتا بچہ ہوتا ہے تاکہ تمہارے بولنے اور کہنے کی بھی ضرورت نہ رہے۔ اور خدا تعالیٰ تمہارے لئے خود ہی سامان پیدا کر دے ٭

میری یہ باتیں روز کی باتیں نہ سمجھو۔ ان سے نصیحت حاصل کرو۔ اگر تم نصیحت حاصل کروگے تو بہت جلدی کامیاب ہو سکتے ہو۔ ورنہ یاد رکھو ذلیل ہو جاؤگے۔ آج تمہارے لئے بہت عمدہ موقعہ ہے۔ اگر تم نے اس کو رائگان جانے دیا تو پھر بہت مشکل سے تم کو ترقی نصیب ہوگی۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ خدا کوئی اور ہی جماعت کو کامیابی عطا کرنے کے لئے چن لے جو اسلام کا بول بالا کرنے والی ثابت ہو تم غفلت اور سستی کو چھوڑ دو۔ یہ بہت نازک موقعہ ہے اس لئے بڑے خوف کا مقام ہے۔ اور ایسے وقت میں جس طرح اخلاص سے دعائیں نکل سکتی ہیں اور وقتوں میں نہیں نکلتیں۔ پس تم دعاؤں میں لگ جاؤ۔ تمہارے لئے رستہ بالکل صاف ہے۔ دوسرے لوگ آج کل دلائل دے رہے ہیں کہ چونکہ ترکوں نے پہلے جنگ شروع کی ہے اسلئے ہم ان سے بیزار ہیں اور ان سے ہمدردی نہیں رکھتے مگر ہمیں ہرگز کوئی دلیل دینے کی ضرورت نہیں ہے ہمیں مسیح موعود نے قبل از وقت بتا دیا ہوا ہے کہ بعض ترکوں کے اُمراء اور حکمرانوں کی حالت اچھی نظر نہیں آتی یہ لوگ گندے اور بدکار ہو گئے ہیں اور میں انکی تباہی دیکھ رہا ہوں۔ آج اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے دن آگئے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ ٹرکی کا بادشاہ خلیفۃ المسلمین ہے لیکن تمہارے لئے کتنی آسان بات ہے کہ تم نے ایک خلیفہ کو مانا ہوا ہے تو دوسرا کہاں آسکتا ہے۔ اسلئے تمہیں کسی قسم کے دلائل دینے کی ضرورت نہیں کہ ہمیں کیوں ٹرکی سے تعلق نہیں ہے۔ تمہیں مسیح موعودؑ کی وہ پیشگوئی نہیں بھول سکتی۔ جو ۱۸۹۷ء میں آپ نے کشف کے ذریعہ بیان فرمائی تھی کہ میں ترکوں کی حالت اچھی نہیں دیکھتا وہ بدکاریوں میں مبتلا ہیں۔ پھر آپ نے خود ہی سوال اٹھایا کہ کوئی کہے کہ وہ تو محافظ حرمین شریفین ہیں وہ نہیں ہیں اور خلیفۃ المسلمین زبانی کہدینا اور بات ہے۔ لیکن ان سے دین کو بجائے فائدہ کے نقصان پہنچ رہا ہے۔ تمہارے سامنے آج بھی یہ الفاظ وہی حقیقت رکھتے ہیں جو اس وقت رکھتے تھے اسلئے تمہارے لئے کوئی مشکل امر نہیں ہے۔ ہاں یہ بھی یاد رہے کہ جہاں تمہارے لئے اس پیشگوئی کے پورا ہونے سے ایمان تازہ ہوئے ہیں وہاں تم میں یہ درد بھی پیدا ہونا چاہیئے۔ کہ دعاؤں میں لگ جاؤ۔ کہ خدا تعالیٰ اس سلسلہ کو ترقی عطا فرمائے۔ پس تم اپنے دلوں کو اس قابل بنالو کہ وہ خدا تعالیٰ کے افضال کے جاذب ہو جائیں اور تم پورے اور سچے مومن بن جاؤ۔ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کبھی سچے مومن کو ضائع نہیں کرتا کبھی ضائع نہیں کرتا کبھی ضائع نہیں کرتا ٭

خدا تعالیٰ تمہیں سمجھ دے تاکہ تم میری ان باتوں کی کُنہ اور حقیقت تک پہنچو اور سرسری اور ظاہری نظر سے ان کو نہ دیکھو اسوقت تمہارے لئے ایک طرف زہر اور دوسری طرف تریاق، ایک طرف خدا تعالیٰ کے انعام ہیں اور دوسری طرف ہلاکت کا پیالہ ہے تم اپنے آپ کو اس قابل بناؤ کہ خدا تعالیٰ اپنے انعام تم پر نازل کرے اور ہلاکت کا پیالہ تم سے ٹال دے۔ اے خدا تجھ کو سب قدرتیں ہیں تو ہم سے ایسا ہی کر ٭

درخواست دعا میاں خداداد صاحب رسائیدار راولپنڈی سے اطلاع دیتے ہیں کہ میرا چھوٹا بھائی ناگر میجر حق نواز خاں۔ اور میرا بھتیجا محمد نواز اور سید محمد ماموں محمد نواز خاں اور اللہ دتا سوار لڑائی پر گئے ہیں صاحبان ان کے لئے بامراد واپس آنے کی دعا فرمادیں۔ یہ سب صاحبان احمدی ہیں ٭ (اللّٰھم ربنا آمین محمد حسین کاتب الفضل)

اعلان بیعت ویٹرنری اسسٹنٹ جمعدار عبد اللہ خاں صاحب۔ کیمل کور مرداہ نے حضرت خلیفۃ المسیح کی بیعت قبول کی اور اعلان کے لئے درخواست کرتے ہیں ٭

دعوت الی الخیر

انگریزی نماز

بنگالی ٹریکٹ کے بعد دوسرا قابل ذکر ٹریکٹ انگریزی نماز کا ٹریکٹ ہے۔ جسے انجمن ترقی اسلام نے حال ہی میں شایع کیا ہے۔ اس ٹریکٹ میں ایک مختصر سے دیباچہ کے بعد جسمیں اسلامی نماز کی فضیلت کل دیگر مذاہب کی عبادات پر ثابت کی گئی ہے۔ نماز میں جو کچھ دعائیں وغیرہ پڑھی جاتی ہیں مع ان حالتوں کے بیان کے جن میں ان دعاؤں کو پڑھا جاتا ہے۔ بیان کی گئی ہیں۔ اور ان کا انگریزی میں ترجمہ بھی کر دیا گیا ہے۔ اور اس کے علاوہ عربی عبارت کو انگریزی حروف میں لکھدیا گیا ہے۔ تاکہ جو لوگ عربی حروف سے ناواقف ہیں۔ وہ عربی عبارت کو انگریزی حروف کی مدد سے پڑھکر یاد کر سکیں۔ وضو سے لیکر نماز کی ابتدائی حالت کے بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ تک سب نماز کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔ جس کے ذریعہ سے ایک نو مسلم بڑی آسانی سے نماز پڑھنا سیکھ سکتا ہے۔ اور ایک غیر مسلم بھی اس سے یہ فایدہ اٹھا سکتا ہے۔ کہ اسلام کا طریق عبادت اپنے اندر وہ خصوصیات رکھتا ہے۔ جو دوسرے مذاہب کے عبادت کے طریقوں میں بالکل نہیں ہیں۔ اور جن خصوصیات کے بغیر کوئی عبادت کامل ہو ہی نہیں سکتی ؛

یہ نماز کا انگریزی ترجمہ ہزاروں کی تعداد میں یوروپ و امریکہ اور آسٹریلیا میں بھیجا گیا ہے۔ اور نہایت عمدگی سے لسے مناسب جماعتوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جسکا امید ہے۔ کہ نہایت نیک اثر ہوگا۔ اور انگریزوں کو اسلام سے خاص دلچسپی پیدا ہو جائیگی۔ اور نو مسلموں کو بھی اس سے بہت فائدہ پہنچیگا۔ جو بہت آسانی سے اپنے گھر بیٹھے نماز پڑھنے کے قابل ہونے کے علاوہ اس قابل بھی ہو جائینگے۔ کہ دیگر مذاہب کے پیروان پر نماز کی فضیلت ثابت کر سکیں ؛

انگریزی بولنے والے ممالک میں اس ٹریکٹ کی عام اشاعت کے علاوہ مختلف انگریزی اخباروں کو بھی اس کی ایک ایک کاپی برائے ریویو بھیجی گئی ہے۔ چنانچہ بمبئی کے ایک مشہور اخبار "بمبئی گارڈین" نے جو اس پر ریویو کیا ہے۔ اسکا ترجمہ ذیل میں درج ہے ؛

"اسلامی طریق عبادت ایک چھوٹا سا رسالہ ہے۔ جسمیں اسلامی عبادت کا طریقہ بیان کرنے کے علاوہ وہ خاص دعائیں بھی بیان کی گئی ہیں۔ جن میں ان دعاؤں کو پڑھا جاتا ہے قرآن (کریم) کے انتخابات کا انگریزی میں ترجمہ دینے کے علاوہ ان کی عربی عبارت کو انگریزی حروف میں بھی لکھدیا گیا ہے۔ یہ اطلاع مشنریوں کے لئے مفید ثابت ہوگی۔ مگر یہ کتاب درحقیقت اس نئے اور آخری نبی کے مشن کی اشاعت کے لئے لکھی گئی ہے۔ جسکی پیشگوئی محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے کی تھی۔ اور جو قادیان میں پیدا ہوا ہے۔ اور جس کی نسبت بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اسے آسمان سے وحی نازل ہوتی ہے۔ اس کی تعلیم موجودہ زمانہ کے اسلام سے بھی زیادہ ترقی یافتہ ہے۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ اس نے اپنے پیروان کی ایک بڑی جماعت پیدا کرلی ہے۔ اور اشاعت اسلام کیلئے ایک زبردست انجمن بنائی ہے۔ اس کے موجودہ حالات اندہیرے میں معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن اس کی تعلیم کی اشاعت اس کے بیٹے اور دوسرے خلیفہ کے ذریعہ خوب نمایاں اور عمدہ طور سے کی جاتی ہے۔ جسکا نام میرزا بشیر الدین محمود احمد ہے۔ اور پتہ قادیان۔ ضلع گورداسپور۔ پنجاب ہے" (حضرت مسیح موعود کے حالات اندہیرے میں ہونے سے ایڈیٹر کی مراد یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ آیا وہ اب بھی زندہ ہیں۔ یا نہیں لیکن یہ بات اُسے "دوسرے خلیفہ" کے لفظ سے خود بخود معلوم ہو جانی چاہیئے تھی) اس ریویو کے بعد امید ہے۔ کہ جنوبی ہند کے پادریوں اور مسیحیوں میں جنمیں یہ اخبار نہایت کثیر اشاعت رکہتا ہے سلسلۂ احمدیہ کی نسبت دلچسپی پیدا ہو جائیگی۔ اور ممکن ہے کہ کئی سعید روحیں رفتہ رفتہ صداقت کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ وما ذالک علی اللہ ببعید۔

اس ٹریکٹ کا جو اثر یوروپ و امریکہ و آسٹریلیا میں ہوگا اس کی اطلاع انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ وقتاً فوقتاً دی جاتی رہے گی۔

نائیجیریا سے ایک صاحب کا مطالبہ

جو تبلیغ خطوط کے ذریعہ سے ہو رہی ہے۔ اسمیں نائیجیریا ملک افریقہ کا ایک تازہ خط خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ نائیجیریا مغربی افریقہ کا ایک ملک ہے۔ جو گورنمنٹ برطانیہ کے زیر حکومت ہے۔ اور وہاں مسلمان لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ مگر چونکہ تعلیم وہاں بالکل نہیں۔ اور باوجود اس کے کہ مراکو کے مسلمان جو علم و فضل میں ایک زمانہ میں خاص شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ اس ملک کو دین اسلام سے واقف کر سکتے تھے۔ انہوں نے اس فرض سے مسلمانان دیگر ممالک کی سنت کے مطابق غفلت برتی ہے۔ اس ملک میں مسیحیوں نے خاص کامیابی حاصل کی ہے اور قریب ہے کہ سارے ملک کو جسمیں مسلمان لاکھوں کی تعداد میں پائے جاتے ہیں مسیحی بنالیں۔ یہاں کے ایک تعلیم یافتہ مسلمان سے اس بات کے متعلق خط و کتابت جاری ہے کہ اس ملک میں کسطرح مسیحیت کو شکست دیکر اسلام کو دوبارہ قایم کیا جائے۔ اور اگر ہمارے مبلغ وہاں آئیں۔ تو ان کو کن ذریعوں سے زیادہ کامیابی کی امید ہو سکتی ہے۔ اور اسی سلسلہ میں سلسلۂ احمدیہ کی بھی انہیں تبلیغ کی گئی تھی۔ پچھلے ہفتہ کی ڈاک میں جو خط ان صاحب کی طرف سے موصول ہوا ہے اس میں وہ سلسلۂ احمدیہ سے خاص دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں۔ کہ مجھے اس سلسلہ کے مفصل حالات سے آگاہ کیا جائے تا میں صرف اپنے نفس کو ہی نہیں بلکہ یہاں کے مسلمانوں کو بھی سمجھانے کے قابل ہو سکوں۔ اور امید ہے۔ کہ انشاء اللہ تعالیٰ کافی تبلیغ کے بعد یہ صاحب سلسلۂ احمدیہ کی صداقت کو قبول کر سکیں گے۔ اور اپنے ملک کی ہدایات کے لئے خدا تعالے کا ایک ہتھیار بن جائیں گے ؛

ان ہی صاحب نے ایک رسالہ کے کچھ نمبر بھی بھیجے ہیں۔ جو انگریزی اور افریقی زبان میں نائیجیریا میں مسیحیوں کی طرف سے شایع ہوتا ہے۔ اور جس میں اسلام پر نہایت بے رحمی سے حملے کئے جاتے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان کا جواب بہت جلد لکھ کر اور انگریزی میں چھپا کر وہاں بھیجدیا جائے گا۔ اور اس کے بعد یہ بھی تجویز ہے۔ کہ اسی مضمون کو انہی صاحب کی معرفت افریقی زبان میں ترجمہ کروا کے وہاں ہی چھپوا کر شایع کر دیا جائے تاکہ عام مسلمان بھی اس کو سمجھ سکیں۔ اور مسیحیت کے اس حملہ سے محفوظ ہو جائیں۔ اللہ تعالے کا شکر ہے۔ کہ نائیجیریا ہماری مہربان اور عادل گورنمنٹ برطانیہ کے زیر سایہ ہے اور ہم آزادی سے اپنے کھوئے ہوئے بھائیوں کو واپس لا سکتے ہیں۔ اور ہماری تبلیغی کوششوں کو کوئی نہیں روک سکتا ہے ؛

ماریشس کے جزیرہ میں بھی تبلیغ شروع ہے۔ اور وہاں کے دوستوں کے خطوط امید افزا ہیں۔ امید ہے۔ کہ جلد وہاں بھی اللہ تعالے کے فضل سے سلسلہ کو خاص ترقی حاصل ہوگی خصوصاً جبکہ ہمارے مبلغ وہاں پہنچ گئے۔ جن کے بھیجنے کی تجویز ہو چکی ہے۔ اور راستہ کے پُرامن ہوتے ہی اُن کو روانہ کر دیا جائے گا ؛

حضرت صاحبزادہ اولوالعزم خلیفۃ المسیح والمہدی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ تیسواں - سورۃ الفجر

مورخہ ۱۸ - جون ۱۹۱۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہر ایک بادشاہ اور ہر ایک حکمران جب کبھی اپنے کسی خادم کو کام کے لئے بھیجتا ہے - تو ضرور اس کی حفاظت کا بھی سامان مہیا کر دیتا ہے - کوئی دنیا کا بادشاہ یا حاکم ایسا نہیں ہوتا - جو اپنے ایلچی کو تو بھیجے - لیکن اس کی حفاظت کا انتظام نہ کرے - اگر ایسا ہو تو پھر لوگوں کو خدمت کرنے کی جرأت ہی پیدا نہ ہو - اسلئے ایلچیوں کی حفاظت کا بہت بڑا انتظام کیا جاتا ہے - اور حکومتیں ایلچی کی ہتک کو اپنی ہتک سمجھتی ہیں - اگر کسی ایلچی کو تکلیف پہنچائی جاوے یا وہ قتل کر دیا جائے - تو خواہ کتنا ہی نقصان کیوں نہ برداشت کرنا پڑے - حکومتیں اس کے خون کا بدلہ لئے بغیر نہیں رہتیں - اول تو یہی کوشش ہوتی ہے کہ ایلچی کو نقصان نہ پہونچے - اور اگر پہنچے تو ضرور اس کا انتقام لیا جاتا ہے - اور کبھی کوئی حکومت پسند نہیں کرتی کہ اس کے ایلچی کی ہتک ہو یا اس سے کوئی برا سلوک کرے تو جب انسانی حکومتیں جو پوری طرح اپنے ایلچیوں کی حفاظت بھی نہیں کر سکتیں (اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ان کے ایلچی مارے جاتے ہیں - بعد میں خواہ وہ جنگ کریں اور بدلہ لیں لیکن اپنے ایلچی کو زندہ نہیں کر سکتیں) ہر ایک ممکن طریق سے ایلچی کی حفاظت کا سامان کرتی ہیں - تو کیونکر ممکن ہے کہ وہ خدا جو علیم و خبیر اور قدرت والا ہو - اپنے ایلچی کی نگرانی نہ کرے - وہ ضرور کرتا ہے - چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب کبھی خدا تعالیٰ کی طرف سے رسول آتا ہے تو اسکے آگے پیچھے دائیں بائیں فرشتے حفاظت کے لئے مقرر ہوتے ہیں - لوگ خطرناک سے خطرناک سازشیں اور منصوبے کرتے ہیں - لیکن وہ ان سے اس طرح بچ کر نکل جاتا ہے کہ وہ ہاتھ ملتے ہی رہ جاتے ہیں - اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود کو ہی دیکھ لو - کہ کس قدر لوگوں نے آپ سے عداوت کا ثبوت دیا - عوام الناس تو الگ رہے - ابتداء میں تو گورنمنٹ کو بھی خیال تھا کہ چونکہ یہ مہدی بنتے ہیں اس لئے شاید جس طرح مسلمانوں کا عقیدہ ہے یہ جہاد کا حکم نہ دے دیں مجھ سے ایک دوست نے بیان کیا کہ میں جب کبھی ضلع کے حکام کو ملنے گیا ہوں تو انہوں نے مجھ سے یہی پوچھا ہے کہ احمدی فرقہ سچ سچ وفادار ہے یا یہ لوگ یونہی باتیں بناتے ہیں انھوں نے یہ بھی سنایا کہ سر لوئی ڈین صاحب (جو ان دنوں یہاں کے سٹلمنٹ افسر تھے) بار بار مجھ سے یہی پوچھتے کہ سچ سچ بتاؤ یہ فرقہ کوئی خفیہ سازش تو نہیں کر رہا تو حکام کا یہ حال تھا - اور عوام کی مخالفت کی تو کوئی حد ہی نہ تھی - چونکہ مسلمانوں کا یہ خیال تھا - کہ خونی مہدی آئے گا - اور تمام دوسرے مذاہب والوں کو مار کر ان کے مال

واموال ہمارے قبضے میں دے جائیگا - لیکن جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انکو یہ سنایا کہ کوئی خونی مہدی نہیں آئیگا - اور جس نے آنا تھا وہ میں ہی ہوں - تو انکے خیالات پر پانی پھر گیا - اسلیئے وہ مخالفت کے لیئے کمر بستہ ہو گئے - اور علماء تو چونکہ اپنے آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گدی کا وارث سمجھے ہوئے تھے - اور حضرت مسیح موعودؑ کی وجہ سے انکو اپنی گدی کے چھننے کا ڈر پیدا ہو گیا تھا - کیونکہ مسیح موعودؑ نے تو انکے پول کو ظاہر کرنا تھا - اسلیئے وہ بھی مخالف ہو گئے - صوفیاء بیچاروں نے تو مخالفت کرنی ہی تھی کیونکہ جب تک کسی چیز کا مقابلہ نہ ہو - اسکی اصل حقیقت نہیں کھلتی - مثلاً ایک جھوٹا موتی پڑا ہوا ہو - تو جب تک ایک سچے موتی سے اس کا مقابلہ نہ کیا جائیگا - اسوقت تک اسکی اصلیت معلوم نہیں ہو سکتی - تو پہلے چونکہ صوفیاء طرح طرح کے گندوں میں مبتلا رہ کر بھی پیر بنے رہتے تھے - کیونکہ ہر ایک ان میں کا اسی رنگ میں رنگین تھا - مگر اب جبکہ لوگوں کے سامنے ایک نظیر موجود تھی - کہ ایک ایسا ہادی اور مہدی ہے - جو کہ ہر ایک انسان کا حقیقی خیر خواہ ہے اور وہ ہر ایک قسم کی بدیوں سے پاک اور منزہ ہے - تو پھر انکو کون ماننے لگا تھا - غرضیکہ اُمراء نے - غرباء نے - صوفیاء نے - علماء نے سب نے ملکر متفقہ طور پر مقابلہ کیا - اور عیسائی - آریہ - سکھ - سناتنی وغیرہ بھی انکے ساتھ مل گئے - اور سب نے مل کر کہیں خون کا مقدمہ چلایا - کہیں قتل کرنے کی سازشیں کیں - کہیں اور مقدمات کرنے کی دھمکیاں دیں - غرضیکہ کئی طرح کے منصوبے گانٹھے گئے - مگر خدائے تعالیٰ نے اپنے رسول کو ہر ایک میدان میں فتح ہی دی - دیکھو سارے مذہبوں کا متفقہ طور پر ایک ایسے وقت میں حملہ کرنا جبکہ حکام بھی کوئی ایسا نیک ظن نہ رکھتے ہوں - اور اس حملہ سے ایک تن واحد کا مقابلہ کر کے انکے شر سے محفوظ رہنا انسانی کام نہیں ہو سکتا بلکہ یہ سب الٰہی تائید اور نصرت کے کرشمے ہیں - اور اس طرح تمام انبیاء - رسولوں - مجددوں اور ماموروں سے ہوتے رہے ہیں - ساری دنیا انکی مخالف ہوتی ہے - مال و دولت ان کے پاس نہیں ہوتا - جتھہ انکا نہیں ہوتا - گورنمنٹ کی نظروں میں ان کی عزت نہیں ہوتی - نہ ظاہری علم کے لحاظ سے انکا رعب و داب ہوتا ہے - لیکن پھر کیا چیز ہوتی ہے جس کی وجہ سے فتح وہی پاتے ہیں - وہ وہی حربہ ہے - جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ ؎

چو پیش او بروی کار یک دعا باشد - انبیاء علیہم السلام پر بڑی بڑی مشکلات کی گھڑیاں آتی ہیں - لیکن وہ خدائے تعالیٰ کے حضور عرض کرتے ہیں - کہ اے خدا ہماری تو کوئی طاقت نہیں - آپ ہی ان سے ہمیں نجات دلا دیجئے - اور ہمارے لیئے آسانی کر دیجیئے - بس پھر خدائے تعالیٰ کے فرشتے ان کی مدد کے لیئے دوڑتے ہیں - پس انبیاء - رسولوں مجددوں اور ماموروں کے پاس اپنے دشمنوں سے مقابلہ کرنے کے لیئے جو حربہ ہوتا ہے - وہ دعا کا ہی حربہ ہوتا ہے - جس کے ذریعہ سے وہ سب طاقتوں کو شکست دیدیتے ہیں - اور خود کامیاب ہو جاتے ہیں - بظاہر تو ان کے منہ سے نکلے ہوئے

چند فقرات ہوتے ہیں۔ لیکن انکا مقابلہ کوئی دنیوی طاقت نہیں کر سکتی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ پچھلی سورۃ میں ہم نے بیان کیا تھا کہ کفار پر خطرناک عذاب آئیگا بہتر ہو کہ وہ توبہ کریں۔ اور اپنی شرارتیں چھوڑ دیں۔ اب اس عذاب کی وجہ بیان فرماتا ہے۔ کہ تم نبی کو دکھ دیتے ہو۔ لیکن اس میں اتنی طاقت ہے۔ کہ اگر اس نے دعا کی۔ تو ہم سن لینگے۔ کیونکہ جب اس کی تکلیفیں حد سے بڑھ جائیں گی۔ تو ہم اسکو بددعا کرنے کی اجازت دیدیں گے اور پھر ہمارا غضب تمہارا ستیاناس کر دیگا۔

اور دعاؤں میں خصوصاً ایک رات کی دعا جو سال میں ایک دفعہ آتی ہے۔ بڑی قبولیت کے درجہ تک پہنچی ہوئی ہوتی ہے۔ وہ سال میں رمضان کا آخری عشرہ ہے یعنی اعتکاف کے دنوں میں خصوصاً جو دعائیں کیجاتی ہیں۔ وہ قبول کی جاتی ہیں۔ جن لوگوں کو اعتکاف کا موقع نہیں ملا۔ وہ نہیں سمجھ سکتے۔ مگر جن کو موقع ملا ہے وہ خوب جانتے ہیں۔ کہ کس طرح اعتکاف میں دعاؤں کی تحریک ہوتی اور پھر ان کی قبولیت کا پتہ لگتا ہے۔

وَالْفَجْرِ ۙ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۙ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۙ وَالَّيْلِ إِذَا يَسْرِ ۚ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ہم شہادت کے طور پر فجر کو پیش کرتے ہیں۔ ہم فجر کی قسم کھاتے ہیں۔ اعتکاف کے لیئے بیسویں کی صبح کو بیٹھتے ہیں۔ کبھی دس دن ہو جاتے ہیں اور کبھی گیارہ۔ اللہ تعالیٰ فرمایا ہے۔ کہ ہم جفت اور طاق کی قسم کھاتے ہیں۔ اور رات کی جب چلنے لگے یا گذر جائے۔ والیل اذا یسر کے معنے یا تو لیل نائم کے مطابق یہ ہیں کہ اور رات کی قسم جب اس میں چلا جاتا ہے یعنی انسان اس میں روحانی ترقیات حاصل کرتا ہے۔ یا اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ رات کی قسم جبکہ نصف تک پہنچ جائے اور اس صورت میں یہ مطلب ہوگا۔ کہ آخر حصہ رات میں دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں اسلیئے اس کی قسم کھائی۔

اللہ تعالیٰ کفار کو فرماتا ہے۔ کہ جب ایسے ایسے اوقات نبی کے لیئے مقرر ہیں۔ کہ ان میں فوراً دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔ تو تم کیوں اللہ کے عذاب سے نہیں ڈرتے۔ یہ اوقات اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہمیں بھی بتائے ہیں۔ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں کو قبولیت دعا کا وقت بتانے کے لیئے باہر نکلے تھے۔ مگر اسوقت دو آدمی آپس میں لڑتے ہوئے آپ نے دیکھے۔ تو فرمایا۔ کہ تم کو دیکھکر مجھے وہ وقت بھول گیا ہے۔ مگر اتنا فرما دیا۔ کہ ماہ رمضان کی آخری دس راتوں میں یہ وقت ہے۔ صوفیاء نے لکھا ہے۔ کہ ان راتوں کے علاوہ بھی یہ وقت آتا ہے۔ مگر رمضان کی آخری راتوں میں قبولیت دعا کا خاص وقت ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے تجربہ کی بنا پر فرمایا ہے۔ کہ ستائیسویں کی رات کو یہ وقت ہوتا ہے۔

هَلْ فِي ذَٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِي حِجْرٍ ۚ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ کیا یہ قسم کافی نہیں ہے دانا لوگوں کے لیئے۔ یہ کوئی ہنسی کی بات نہیں کہ رات کو اگر دعا کی جائے گی۔ تو کیا ہو جائے گا۔ اب مسلمانوں میں بھی ایسے آدمی موجود ہیں۔ جو کہتے ہیں۔ کہ لفظوں سے کیا ہو سکتا ہے۔ زبان سے یہ کہنے سے کہ اے خدا ہمیں کامیاب کر۔ ہماری تکلیف کو دور کر۔ ہمیں دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھکر وغیرہ وغیرہ کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن دنیا میں جتنے کام چل رہے ہیں۔ وہ سب لفظوں سے ہی چل رہے ہیں۔ مثلاً ایک فقیر اگر کہتا ہے۔ کہ مجھے کچھ کھانے کو دو۔ تو اس کے کہنے پر اس کو دیا جاتا ہے۔ لیکن اگر وہ زبان سے کہے ہی نہ۔ تو اس کو کوئی نہ دے اس طرح ہر ایک کام لفظوں کے ذریعہ ہی ہو رہا ہے۔

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۙ

اگر کہو کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کفار کو تباہ کرے گا۔ تو آؤ تمھیں بتائیں۔ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ تیرے رب نے عاد سے کیا سلوک کیا۔ (عاد سے مراد قوم عاد ہے)

إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۙ الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۙ

یعنی ارم (قبیلہ کا نام) بڑی قوتوں یا بڑی عمارتوں والے کے ساتھ۔ وہ ایسی قوم تھی۔ کہ ان جیسی طاقت اس زمانہ میں کسی اور کو نہ دی گئی تھی اور یہی قوم سب سے زبردست تھی۔

وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۙ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ ۙ

اور ثمود (قوم ثمود) کے ساتھ جنہوں نے تراشا تھا پتھروں کو وادی میں۔ اور فرعون (قوم فرعون) خیموں والے کے ساتھ یا فوجوں والے کے ساتھ۔

الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۙ فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ ۙ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۙ

یہ سب ایسے لوگ تھے۔ جنہوں نے سرکشی کی اور بڑا فساد پھیلایا زمین میں۔ پس خدا نے بڑا عذاب ان پر ڈال دیا۔

سوط۔ کوڑا۔ حصہ۔

إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۚ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ کیا تمھیں ان شہادتوں سے معلوم نہیں ہوتا۔ کہ ان ربک لبالمرصاد کہ اللہ تم سے غافل نہیں ہے۔ بلکہ تمہاری گھات میں ہے۔ اور جو کوئی بھی نبی کا مقابلہ کریگا۔ وہ تباہ ہو جائیگا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات پڑھکر حیرت آتی ہے۔ ان کو والدہ نے دریا کے کنارے پر ڈال دیا۔ اور جس فرعون کا آپ نے مقابلہ کیا ہے۔ اس کے باپ نے ان کو منگوا کر اپنے گھر رکھا۔ اور تربیت کی۔ چونکہ اس وقت اس کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی۔

حضرت صاحبزادہ اولوالعزم خلیفۃ المسیح والمہدی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ تیسواں - سورۃ الفجر

بقیہ رکوع اول

اس لیئے اس نے موسیٰ علیہ السلام کو متبنّیٰ بنانا چاہا۔ لیکن جب اولاد ہو گئی۔ تو پھر انکی وہ قدر نہ رہی۔ چونکہ خدائے تعالیٰ کو موسیٰ علیہ السلام کی اعلیٰ تربیت کروانی منظور تھی جو کہ ان کو اپنی قوم میں رہ کر میسر نہ آسکتی تھی۔ اس لیئے اللہ تعالیٰ نے یہ ذریعہ بنا دیا۔ اور بہت اچھی طرح سے تربیت ہو گئی۔ مجھے اس بات پر حیرت آیا کرتی ہے۔ کہ جب موسیٰ علیہ السلام اس فرعون کو جس کے باپ نے ان کی تربیت کی تھی تبلیغ کرتے ہونگے۔ تو ان کے دل میں کیا خیال پیدا ہوتا ہوگا۔ وہ ضرور یہ خیال کرتے ہونگے کہ اس کے باپ نے مجھے کیا دینا تھا۔ اگر زیادہ سے زیادہ کچھ دیتا۔ تو یہی دیتا کہ مصر کی بادشاہت دیدیتا۔ لیکن اب میرے مولا نے مجھے یہ بنا دیا ہے۔ کہ مصر کے بادشاہ کو کہہ رہا ہوں۔ کہ میری بات مان لو۔ ورنہ تباہ ہو جاؤ گے۔ واقعی یہ ایک حیرت میں ڈالنے والی بات ہے۔ کہ اگر موسیٰ علیہ السلام کی مدد ایک بندہ یعنی فرعون کرتا تو زیادہ سے زیادہ فرعون ہی بنا دیتا (فرعون مصر کے بادشاہ کا لقب ہوتا تھا) لیکن خدائے تعالیٰ نے اسکو یہ بنایا۔ کہ فرعون کو دھمکانے کی طاقت دے دی۔ ادھر کم بخت فرعون کیا خیال کرتا ہوگا۔ کہ یہ شخص بچپن سے ہی میرا حریف چلا آتا ہے پہلے متبنّیٰ بنکر حکومت لینی چاہتا تھا۔ لیکن جب اسے حکومت نہیں ملی۔ تو اب بھی میرے پیچھے ہی ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ میری بات مان لو۔ ورنہ تباہ ہو جاؤ گے۔

موسیٰ علیہ السلام اور فرعون دونوں اپنے اپنے دل میں کیا کیا خیال کرتے ہوں گے۔ لیکن خدائے تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی ایسی تائید فرمائی۔ کہ فرعون کی ساری قوم کو تباہ کر کے اس بات کا ثبوت دیدیا۔ کہ ان ربک لبالمرصاد رب ہر وقت اپنے رسولوں کو دیکھتا رہتا ہے۔ اور یہ نہیں ہوتا۔ کہ خدا نبی کو بھیجکر پھر غافل ہو جائے۔

فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ۝	پس انسان کو جب اس کا رب ایسے ابتلا میں ڈالتا ہے کہ اس کو عزت اور نعمت دیتا ہے۔ تو وہ کہتا ہے۔ کہ میرے رب نے مجھے عزت دی ہے۔
وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ۝ كَلَّا	اور جب اس قسم کے ابتلا میں ڈالتا ہے کہ اس کے رزق کو تنگ کر دیتا ہے تو پھر وہ کہتا ہے۔ کہ میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا ہے۔ ہرگز ایسا نہیں۔ اللہ تعالیٰ تم کو ذلیل نہیں کرتا۔

یہ ایک باریک بات ہے جو قرآن شریف میں خدائے تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے۔ مگر لوگوں کو اس سے سخت دھوکہ لگا ہے۔ کہ کہیں قرآن میں آیا ہے۔ کہ خدا کی طرف سے سزا اور خدا کی طرف سے ہی انعام ملتے ہیں۔ کہیں یہ لکھا ہے۔ کہ انعام تو خدا کی طرف سے ہیں۔ لیکن دیکھو! کسی قسم کی بدی اس کی طرف منسوب نہ کرنا۔ کیونکہ بدی سب تمھاری اپنی کمزوریوں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ کہیں قرآن شریف میں لوگوں کا یہ قول آیا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ بدی اور نیکی خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہی ہوتی ہے۔ اور اس کی خدائے تعالیٰ نے تردید فرمائی ہے۔ اور کہیں یہ قول لکھا گیا ہے۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ بدی خدا کی طرف سے اور نیکی ہماری طرف سے ہے۔ ایسی جگہ بھی خدائے تعالیٰ نے سخت ڈانٹ بتائی ہے۔ تو یہ چار پانچ مختلف اقوال ہیں۔ جن کی وجہ سے لوگوں کو بہت دھوکا لگا ہے۔ اس میں ایک بہت بڑی حکمت ہے اور یہ مسئلہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ کئی قسم کے لوگوں کے عقائد ہوتے ہیں۔ بعض قومیں کہتی ہیں۔ کہ خدا نے جو کچھ کرنا تھا۔ وہ کر دیا ہے۔ اب اس کا کسی کام میں دخل نہیں ہے۔ اب جو چیز ہوتی ہے۔ ہمارے اپنے افعال اور اعمال کی وجہ سے ہی ہوتی ہے۔ تو جہاں اس قسم کے عقائد کا ذکر ہوتا ہے۔ وہاں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ یہ جھوٹ کہتے ہیں۔ ہر ایک بات میں ہمارا دخل ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اعمال انسان کرتا ہے۔ مگر ہر ایک کام سے نتائج مرتب کرنا خدائے تعالیٰ کا کام ہے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ ابتدائے عمل ہی خدائے تعالیٰ کرواتا ہے۔ ایسے عقائد کے رد کے لیئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ نہیں۔ یہ تو تمھارے ہی اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اگر تم نیکی کرتے ہو۔ تو اس کا نیک نتیجہ ملتا ہے اور اگر بدی کرتے ہو۔ تو بد۔ پس مختلف عقائد کی مختلف طور پر تردید کرنے کے لیئے خدائے تعالیٰ اس طرح فرماتا ہے۔ بعض شریر لوگ کہا کرتے ہیں۔ کہ دکھ بھی خدائے تعالیٰ کی طرف سے اور آرام بھی خدائے تعالیٰ کی طرف سے پہنچتا ہے۔ یہ کہنے سے انکا یہ مطلب ہوتا ہے۔ کہ اس طرح اپنی عیب پوشی ہو جائے۔ ان کے عقیدہ کو باطل کرنے کے لیئے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ہم نے کوئی چیز انسان کی ایسی نہیں بنائی جس سے صرف برائی سرزد ہوتی ہو۔ اس لیئے فرمایا۔ کہ نعمتیں ہماری طرف سے اور

شرارتیں تمہاری طرف سے ہوتی ہیں۔

یہاں بھی اسی طرح خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ ہم کسی کو ذلیل نہیں کرتے بلکہ تم خود ایسے کام کرتے ہو۔ کہ ان کی وجہ سے ذلیل ہو جاتے ہو۔

بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ۙ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۙ وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ۙ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ؕ

اور وہ کام یہ ہیں۔ کہ (۱) تم یتیموں کی عزت نہیں کرتے۔ (۲) اور مسکینوں کو کھانا کھلانے کی طرف لوگوں کو رغبت نہیں دلاتے۔ (۳) اور تم لوگ دوسروں کی میراث ساری کی ساری کھا جاتے ہو۔ (۴) اور مال سے بہت محبت رکھتے ہو۔ پس ان تمام باتوں کے نتیجہ میں تمہیں یہ سزا دی جاتی ہے۔ کہ تم کو ذلیل کیا جاتا ہے۔

جس قدر کوئی انسان اللہ تعالیٰ سے تعلق قطع کر کے لوگوں کے مالوں کو ناجائز طور سے کھاتا ہے۔ اتنا ہی زیادہ ذلیل اور خوار ہو جاتا ہے اور کبھی کسی ایسے آدمی کو عزت نصیب نہیں ہوتی۔ ایک بڑا حاکم جس کو لوگ جھک جھک کے سلام کرتے ہیں۔ اگر وہ رشوت خوار ہو۔ تو اس کے چلے جانے کے بعد وہی لوگ اس کو گالیاں سناتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا کبھی نیک انجام نہیں ہوتا۔

كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ۙ

اللہ تعالیٰ کفار کو فرماتا ہے۔ کہ تم یہ نہ خیال کرنا۔ کہ ہم عذاب سے بچ جائیں گے ایک ایسا وقت آئیگا۔ جبکہ زمین ٹکڑے ٹکڑے کی جائے گی۔ یعنی سخت زلزلہ آئے گا۔

وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۚ

اور آئے گا تیرا رب اور فرشتے بھی صفیں باندھ کر۔

وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ

اور لایا جائیگا اس دن جہنم یعنی جہنم نزدیک کیا جائیگا۔ جس سے کفار کو سزا دی جائے گی۔

يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ؕ

اس دن انسان نصیحت پکڑے گا۔ مگر کہاں اس دن انسان کیلئے نصیحت پکڑنا ہے۔ اسکو تو مہلت ہی نہیں ملے گی۔ اور نہ ہی وہ موقع نصیحت پکڑنے کا ہوگا۔

يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ۚ

پھر اس دن انسان کہے گا۔ کہ کاش میں اپنی زندگی کے لیئے سامان بھیجتا۔ یعنی نیک اعمال کرتا تاکہ آج مجھ سے یہ سلوک نہ ہوتا۔

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ۙ

پس اس دن جس قدر خدا کا عذاب ہوگا۔ اس کے برابر اور کوئی عذاب نہیں ہوگا۔ یعنی وہ بہت ہی سخت عذاب ہوگا۔

وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ؕ

اور کوئی قید خدائے تعالیٰ کی قید ایسی نہیں ہوگی۔

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۖ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۚ

اللہ تعالیٰ نے پیچھے ان شریر اور بدکار لوگوں کا ذکر فرمایا۔ جن کو کہ اس دن سزائیں دی جائیں گی۔ اور یہاں ان لوگوں کا ذکر فرماتا ہے۔ جن پر اسدن انعام و اکرام ہونگے۔ فرمایا اس دن شریروں کو تو سزائیں دی جائیں گی۔ مگر ایک مطمئن نفس والا بھی ہوگا۔ اس کو کہا جائے گا۔ کہ جا اپنے رب کی طرف۔ خوشی ہے تیرے لیئے اور تو پسند کیا گیا ہے۔

نفس مطمئنہ۔ ایسا دل جو کہ ہر ایک قسم کی بدیوں۔ اور بری خواہشوں سے پاک ہو۔ اور اس کا خدائے تعالیٰ سے ایسا تعلق ہو۔ کہ دنیاوی لالچیں اور حرصیں اس تک نہ پہنچ سکتی ہوں۔

فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ۙ

پس ایسا پاک دل رکھنے والے کو اللہ تعالیٰ فرمیگا۔ کہ جا میرے پیارے بندوں میں داخل ہو جا۔ اصل میں تو سارے خدائے تعالےٰ کے ہی بندے ہیں۔ لیکن بعض متمرد اور نافرمانبردار ہوتے ہیں۔ اسلیئے اصل معنوں میں خدائے تعالےٰ کے وہی بندے ہوتے ہیں۔ جو کہ اللہ تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری اور اطاعت کرتے ہیں۔

وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ۧ

اور داخل ہو میرے بہشت میں۔

مجھے خیال آیا کرتا ہے۔ کہ بادشاہ تو بڑا عالی شان محل تعمیر کروا سکتا ہے۔ لیکن ایک غریب میں اتنی طاقت نہیں ہوتی کہ وہ بھی اس جیسا مکان بنوائے۔ لیکن اگر وہ غریب آدمی اس مکان سے فائدہ اٹھانا چاہے۔ تو اس کا یہ طریق ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اس بادشاہ کا ملازم ہو جائے۔ جب ملازم ہو جائے گا۔ تو وہیں اسی محل میں اس کی بھی بود و باش ہو سکے گی۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ہم نے ایک عالیشان جنت بنایا ہے۔ اور چونکہ تم ہمارے بندے ہو۔ اس لیئے اس میں داخل ہو جاؤ۔ یعنی تمہاری تو طاقت نہیں اور نہ تم ایسا جنت بنا سکتے ہو۔ مگر چونکہ تمہارا ہم سے تعلق ہے۔ اس لیئے ہماری چیز تمہاری ہی ہے تم اس ہمارے جنت میں داخل ہو جاؤ۔